عمران سیریز
39
ابنِ صفی
IMRAN SERIES
X2
CK PRODUCTIONS QUETTA
ہیروں کا فریب

# پیشرس

لاہور سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ میرے دو ناول "پتھر کا خون" اور "شفق کے پجاری" انگریزی کے ناولوں سے براہِ راست ہتھیا لئے گئے ہیں! اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ انہوں نے صرف دو ناولوں کا تذکرہ کر کے مجھ پر بے حد رحم کیا ہے۔ بہتیرے حضرات تو میری ساری کہانیوں کو "مال مسروقہ" قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ میں جاسوسی دنیا کے ڈائمنڈ جوبلی ایشو میں اُن چند ناولوں کا تذکرہ کر چکا ہوں جو جزوی یا کلی طور پر انگریزی سے مستعار ہیں۔ یہ تعداد میں صرف سات ہیں! تفصیل ڈائمنڈ جوبلی نمبر کے پیش لفظ میں ملاحظہ فرمایئے۔!

اس قسم کی خیال آرائیوں پر مجھے عموماً ہنسی آتی ہے! ہنسی ہی آنی چاہئے! تاؤ کھانے کی قطعی گنجائش نہیں! کیونکہ ڈیڑھ سو سالہ غلامی نے ہمیں من حیث القوم جس احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہے اس سے آہستہ آہستہ ہی نجات ملے گی۔ فوری طور پر گلو خلاصی ممکن نہیں۔ ہمارا عالم یہ ہے کہ جہاں کسی مصنف کی کوئی تخلیق عام روش سے کچھ مختلف نظر آئی! فوراً خیال گزرتا ہے کہ ہو نہ ہو کسی مغربی مصنف پر ہاتھ صاف کیا گیا ہے۔ شاید ہم یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ ہم خود بھی کسی قابل ہیں۔ موجودہ حکومت کے دور سے پہلے نہ جانے کتنا پاکستانی کپڑا "میڈ ان انگلینڈ" کے دھوکے میں پہن ڈالا گیا۔ دو گنے اور تین گنے دام ادا کر کے بھی بغلیں بجائی گئیں۔ لیکن جب مارشل لأ نافذ ہوا تو آنکھیں کھلیں کہ ارے یہ تو پاکستانی ہی کپڑا تھا جو ولائتی کے نام سے اتنا گراں فروخت ہوا کرتا تھا۔

ہاں تو اب اُن دوست کی خدمت میں گذارش ہے کہ "پتھر کا خون" اور "شفق کے پجاری" دونوں اوریجنل ہیں۔ اگر آپ انہیں انگریزی سے سرقہ ثابت کر سکیں تو مجھے آپ کی اس صلاحیت پر بیحد

خوشی ہوگی! خالی خولی خوشی ہی نہیں بلکہ میں بطور اظہار عقیدت ان کی خدمت میں کوئی حقیر تحفہ بھی ضرور پیش کروں گا۔ انگریزی کے ان دونوں ناولوں کے نام لکھ بھیجئے کہ کس بناء پر آپ کو سرقہ کا شبہ ہوا ہے! دلائل ضروری ہیں۔

دوسرے صاحب نے مشورہ دیا ہے کہ میں ارل اسٹینلے گارڈنر کی طرح لکھا کروں۔

کیوں لکھا کروں بھائی..... کیا آپ گارڈنر کو مشورہ دے سکیں گے کہ وہ میری طرح لکھا کریں۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ گارڈنر کی کہانیوں کے ترجمے اردو میں قطعی نہیں چلتے! اور انگریزی میں بھی ان کے پڑھنے والوں کا ایک مخصوص حلقہ ہے۔ ہر طبقے میں ان کی کتابیں مقبول نہیں ہیں۔

بحمد اللہ آپ کے اس حقیر پاکستانی مصنف کی کتابیں ہر طبقے میں پڑھی جاتی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ کسی کی نقالی کر کے خود کو محدود کرلے! میرا اپنا الگ انداز ہے اور میں اس پر مطمئن ہوں۔

تیسرے صاحب نے ''ظلمات کا دیوتا'' میں ڈیویز سیفٹی لیمپ کے استعمال پر اعتراض کیا ہے۔ بھائی آپ اس ٹکڑے کو دوبارہ پڑھئے اس سے کب مترشح ہوتا ہے کہ وہی ڈیویز سیفٹی لیمپ کا اصل استعمال ہے۔ لیکن آپ مجھے یہ ضروری لکھئے کیا سیفٹی لیمپ تیز ہوا میں بجھ سکتا ہے؟ چلئے یہ صفحہ بھی ختم۔

ابنِ صفی

۴؍نومبر ۱۹۵۹ء

۞

عمران نے کار روک دی۔! دوسری کار نے کچھ اسی طرح راستہ روک رکھا تھا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ جوزف نے پچھلی سیٹ سے کسی سالخوردہ سارس کی طرح گردن اٹھائی اور ونڈ اسکرین سے باہر دیکھنے لگا۔

گاڑی سڑک پر ترچھی کھڑی تھی اور کوئی اس کے نیچے چت لیٹا ہوا شاید غیر متوقع طور پر پیدا ہو جانے والے کسی نقص کو دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔! اس کی ٹانگیں نظر آ رہی تھیں۔!

عمران نے غالباً نیچے اترنے ہی کے ارادے سے کھڑکی پر ہاتھ رکھا تھا کہ اچانک جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ''خبردار باس...! ٹانگیں دیکھ کر۔!''

عمران نے پلٹ کر الوؤں کی طرح آنکھوں کو گردش دی اور جوزف ہکلایا۔ ''لیکن کہ... دیکھونا باس! پیروں میں اونچی ایڑی والے سینڈل ہیں۔!''

''ہوا کریں.....!'' عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ ''نیلی پتلون بھی تو ہے.... گالوں پر ڈاڑھی ضرور ہوگی۔!''

''باس خدا کے لئے.....!'' جوزف گھگھیایا.....! ''اونچی ایڑی.....!''

''ہونٹ بند کرو.....!'' اس نے تھپڑ مارنے کے سے انداز میں ہاتھ چلایا اور جوزف بوکھلا کر ایک طرف ہٹ گیا۔

اب عمران اپنی کار سے اتر کر دوسری گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔! فاصلہ سو گز سے زیادہ نہ رہا ہوگا.....! نیلی پتلون والی ٹانگوں میں جنبش ہوئی اور پھر پورا جسم گاڑی کے نیچے سے نکل آیا۔

یہ ایک لڑکی تھی۔ عمر بیس اور پچیس کے درمیان رہی ہوگی۔ قبول صورت بھی تھی اور

صحت مند بھی.... بھوری جیکٹ اور نیلی پتلون میں خاصی جچ رہی تھی۔!

"گاڑی غلط کھڑی کی ہے میں نے....!" اس نے مسکرا کر بے باکانہ انداز میں کہا۔

عمران کے چہرے پر پوری حماقت طاری تھی....! اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ "جی نہیں....! قطعی نہیں ہرگز نہیں۔!"

"محض اس لئے یہ غلطی کی تھی کہ کوئی شریف آدمی اپنی گاڑی روک کر میری مدد کرے۔!"

"ضرور کرے گا.... ضرور کرے گا....!" عمران بولا۔

"تو پھر کیجئے مدد.... میں ہالی ڈے کیمپ جا رہی تھی۔! یہاں یہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں....!"

"اوہو....!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "وہیں تو مجھے بھی جانا ہے۔!" لیکن پھر اس نے منہ لٹکا لیا....! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے بیک وقت کئی دشواریاں پیش آ گئی ہوں۔!

"کیا سوچنے لگے آپ....!" لڑکی کچھ دیر بعد بولی۔!

"کسی دوسرے شریف آدمی کا انتظار کرنا پڑے گا۔!" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیوں....؟"

"ایک سے دو شریف بھلے ہوتے ہیں....! ہو سکتا ہے وہ کوئی مفید مشورہ دے سکے۔! میری سمجھ میں تو نہیں آتا کہ کیا کرنا چاہئے۔!"

"ذرا مشین دیکھ لیجئے۔!"

عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر بونٹ اٹھایا اور انجن پر سرسری نظر ڈال کر بولا۔ "ٹھیک تو ہے۔!"

"کیا ٹھیک ہے....؟"

"مشین....!"

"کمال کرتے ہیں آپ بھی۔ پھر اسٹارٹ کیوں نہیں ہوتی۔!"

"پتہ نہیں آپ کیا چاہتی ہیں۔!" عمران اپنے چہرے پر الجھن کے آثار پیدا کر کے بولا۔

"خدا کی پناہ....!" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔ "اتنی سی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی۔! ارے میں اپنی گاڑی سمیت ہالی ڈے کیمپ پہنچنا چاہتی ہوں۔ وہاں ایک گیراج بھی ہے۔ گاڑی کی



مرمت ہو سکے گی۔!"

"اف فوہ....! تو پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔!" عمران نے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

یہ عمران کی گاڑی تھی اس لئے اس میں کم از کم اس قسم کی چیزیں تو ہونی ہی چاہئے تھیں جو اس کے پیشے کے اعتبار سے وقت ضرورت کام آ سکتیں۔ "لیکن رسی....؟"

اس سفر کی نوعیت تفریحی تھی....! کچھ دن سکون سے گذارنے کے لئے ہالی ڈے کیمپ جا رہا تھا اس لئے رسی ساتھ لئے پھرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن اس نے گاڑی کی ڈکی سے کافی مضبوط رسی کا ایک لچھا نکالا....! ہو سکتا ہے کبھی کسی ضرورت کے تحت وہاں ڈال دیا گیا ہو، جو آج تک پڑا ہی رہ گیا تھا۔!

بہر حال اس کے ہاتھ میں رسی کا لچھا دیکھ کر لڑکی کا چہرہ چمک اٹھا۔

"جوزف....!" عمران رسی ہلاتا ہوا بولا۔ "نیچے آؤ۔!"

جوزف گاڑی سے اتر آیا لیکن انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسے عمران کا رویہ پسند آیا ہو۔!

"باس دھوکا بھی ہو سکتا ہے۔!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"چلو....!" عمران اسے دھکا دے کر آگے بڑھاتا ہوا بولا اور لڑکی کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ جائے....! لڑکی نے اندر بیٹھ کر اسٹیرنگ سنبھال لیا۔!

پھر اس وقت تک خاموش بیٹھی رہی جب تک عمران اس کی گاڑی کے اگلے حصے میں رسی کے پھندے ڈالتا رہا۔! لیکن جیسے ہی دوسرا سرا جوزف کی کمر سے لپیٹنے لگا وہ بوکھلا کر بولی۔

"ارے.... ارے.... یہ کیا....!"

ساتھ ہی جوزف نے بھی بھرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔ "یہ کیا کر رہے ہو باس....!"

لیکن عمران نے کسی کو بھی جواب دیئے بغیر گرہ لگا دی اور پھر جوزف کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "ہالی ڈے کیمپ.... سرپٹ....!"

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ....!" لڑکی جھنجھلا کر گاڑی سے اتر آئی۔

"بے فکر رہئے....!" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "بہت ہوشیار ہے.... حلق سے انجن کی آواز بھی نکالے گا اور ہارن بھی دے گا۔ بس آپ اسٹیرنگ کرتی رہئے گا۔!"

"یہ ناممکن ہے باس....!" جوزف نے غصیلی آواز میں کہا۔ "کوئی عورت مجھے ڈرائیو نہیں

کر سکتی۔!"

"کیوں شامت آئی ہے اگر مجھے غصہ آگیا تو تمہیں مکھیاں اور چیونٹیاں بھی ڈرائیو کریں گی۔!"

"آپ عجیب آدمی ہیں۔!" لڑکی گردن جھٹک کر بولی۔ "ارے رسی کا دوسرا سرا اپنی گاڑی میں کیوں نہیں باندھتے۔!"

عمران نے آنکھیں نکالیں اور پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔ آخر تشویش کن لہجے میں بولا۔ "مگر یہ کیسے ممکن ہے.....! میری گاڑی آپ کی گاڑی کے پیچھے ہے اس طرح تو ہم پھر شہر ہی واپس پہنچ جائیں گے۔! کیوں جوزف.....!"

"میں کچھ نہیں جانتا.....!" جوزف غرایا۔ "میری عقل خبط ہو کر رہ گئی ہے..... کوئی ڈھنگ کی بات نہیں سوچ سکتا۔!"

"میں کہتی ہوں.....! آپ کی عقل کہاں ہے۔!" لڑکی ہاتھ نچا کر بولی۔ "کیا آپ اپنی گاڑی آگے نہیں لا سکتے۔!"

"آ..... ہاں..... واہ.....!" عمران اچھل پڑا۔ "یہ ٹھیک ہے.....! پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔!"

پھر جوزف نے زور لگا کر گاڑی اس طرح ایک طرف ہٹائی کہ دوسری گاڑی کو آگے بڑھانے کے لئے کافی جگہ نکل آئی۔!

دارالحکومت کے باشندے جب ہالی ڈے کیمپ کا تذکرہ کرتے ہیں تو مراد ہوتی ہے سردار گڈھ اور سردار گڈھ والے ایک مخصوص حصے کو ہالی ڈے کیمپ کہتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان ایک خوب صورت سی جھیل ہے جس کے چاروں طرف لکڑی کے بے شمار جھونپڑے بکھرے ہوئے ہیں۔ سرخ، سبز اور زرد..... سرخ جھونپڑے میٹرو ہوٹل کے تحت ہیں۔ سبز جھونپڑوں کا انتظام اسٹار ہوٹل والے کرتے ہیں اور زرد جھونپڑے ٹپ ٹاپ کی ملکیت ہیں.....! یہ کوئی موسمی تفریح گاہ نہیں ہے۔ سال بھر ان تینوں ہوٹلوں کا بزنس دھڑلے سے چلتا ہے۔ دارالحکومت کے تھکے ہوئے ذی حیثیت لوگ عموماً ادھر ہی رخ کرتے ہیں۔!

شام کا سورج یہاں بڑی رنگینیاں بکھیر دیتا ہے۔ جھیل کے بھرے سینے پر نارنجی رنگ کے چمک دار لہریئے ناچتے رہتے ہیں۔ مچھلیوں کی تاک میں منڈلانے والے پرندوں کی تیز سیٹیاں دور



دور تک پھیلتی ہیں۔ سبزے سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں اور رنگین جھونپڑوں کا عکس جھیل کی مرتعش سطح پر عجیب سا سماں پیش کرتا ہے۔! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی اکتائے ہوئے مصور نے کئی رنگ کینوس پر چھڑک دیئے ہوں اور انہیں بے ترتیبی سے چاروں طرف پھیلاتا چلا گیا ہو۔!

تیراکی کے گھاٹ پر صبح سے شام تک میلہ سا لگا رہتا ہے۔! چاروں طرف مختلف رنگوں کی چھتریاں بکھری ہوئی نظر آتی ہیں جن کے نیچے تیراکی کے لباس میں بھانت بھانت کے جسم دکھائی دیتے ہیں۔!

آج تو یہاں بہت بھیڑ تھی۔ خود سردار گڈھ ہی نے یہاں کی آبادی بڑھا دی تھی۔! کیونکہ آج اتوار تھا.....! تیراکی کے گھاٹ پر تل رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔!

عمران اور جوزف بھی ایک چھتری کے نیچے بیٹھے صحیح معنوں میں اونگھ رہے تھے۔!

یک بیک جوزف چونک کر بولا۔ "باس ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"دوسری کب سمجھ میں آتی ہے.....؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔!

"نہیں باس.....!" جوزف بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے دو تین بار پلکیں جھپکائیں اور بولا "آخر یہ لوگ عورتوں کے ساتھ خوش کس طرح رہتے ہیں۔!"

"کیونکہ یہ صرف کان رکھتے ہیں۔! زبان نہیں رکھتے۔!" عمران نے جواب دیا اور اس کی نظریں بے شمار ہشاش بشاش جوڑوں پر رینگتی چلی گئیں۔!

جوزف نے نفرت سے ہاتھ سکوڑے اور آہستہ سے کچھ بڑبڑایا۔

یہ دونوں تیراکی کے لباس میں نہیں تھے اور شاید یہی دونوں ایسے تھے جن کے ساتھ کوئی عورت بھی نہیں تھی۔ پھر بھی ہوٹل سے ایک چھتری تو لے ہی مرے تھے۔!

چھتریوں کا انتظام ہوٹلوں ہی کی طرف سے کیا جاتا تھا۔!

یہ لوگ سبز جھونپڑے میں مقیم تھے اس لئے ان کی چھتری کا رنگ بھی سبز ہی تھا۔! ہو سکتا ہے رنگوں کی اس تقسیم کا مقصد یہی رہا ہو کہ متعلقہ ہوٹلوں کے ملازمین اپنے گاہکوں کو بہ آسانی پہچان سکیں۔!

اس وقت تینوں ہی ہوٹلوں کی ٹرالیاں گھاٹ پر دوڑتی پھر رہی تھیں۔!

دفعتاً جوزف نے بھاڑ سا منہ پھیلا کر جماہی لی۔! غالباً اسے قریب ہی کہیں کوئی شراب کی ٹرالی

نظر آگئی تھی۔!

"کاٹے گا کیا۔۔۔؟" عمران بوکھلا کر ایک طرف کھسکتا ہوا بولا اور جوزف نے بھرپور انداز میں دانت نکال دیئے۔۔۔! پھر بولا۔ "باس۔۔۔ کیا کسی تفریح گاہ میں بھی تمہارے سامنے نہیں پی سکتا۔!"

"پی کر دیکھو۔۔۔!"

"مطلب یہ کہ۔۔۔ اچھا تو پھر میں جھونپڑے میں جا رہا ہوں۔!"

"جہنم میں جاؤ۔۔۔!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ قریب ہی کی ایک چھتری کے نیچے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گفتگو بڑی دلچسپی سے سن رہا تھا۔! ایک آدمی غالباً نشے میں تھا دوسروں سے کہہ رہا تھا۔ "یہ راز ہے۔۔۔ ایک بہت بڑا راز کہ میں اتنے زیادہ ہوائی سفر کیوں کرتا ہوں۔۔۔ شاید کسی کو نہ معلوم ہو سکے۔۔۔ یہ راز مرتے دم تک میرے سینے ہی میں دفن رہے گا۔ میں بہت بد نصیب آدمی ہوں۔۔۔! چھوٹا تھا تو میری ماں اٹھتے بیٹھتے جوتے لگایا کرتی تھی۔۔۔ اگر کبھی اسے توفیق نہیں ہوتی تھی تو باپ شروع ہو جاتا تھا۔! اب بیوی ملی ہے۔۔۔ خدا کی پناہ۔ خیر یہ مارتی پیٹتی تو نہیں ہے لیکن زبان۔۔۔ خدا قسم زہر کی گانٹھ ہے۔ بولتی ہے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے ہڈیاں چبا رہی ہو۔ خون پی رہی ہو۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ محبت کس چڑیا کا نام ہے۔ ہوں نا بد نصیب۔۔۔ اسی لئے میں زیادہ سے زیادہ ہوائی سفر کرتا ہوں۔!"

"کیا بات ہوئی۔۔۔!" اس کے ساتھی نے ٹوکا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔! ایئر ہوسٹس۔۔۔ ہائے کتنی مٹھاس ہوتی ہے اُس کی زبان میں کتنی خوش اخلاق ہوتی ہے وہ۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تمہارے لئے آسمان سے تارے توڑ لائے گی۔ خدا نے مجھے آدمی بنا کر مجھ پر ظلم کیا ہے۔ بنانا ہی تھا تو ہوائی جہاز بنایا ہوتا۔ کم از کم دو چار ایئر ہوسٹسز تو رہا کرتیں ہر وقت۔!

"اس باسٹرڈ کی بات سن رہے ہو باس۔۔۔!" جوزف کسی کٹکھنے کتے کی طرح غرایا۔!

"ابے تو تیرا دم کیوں نکل رہا ہے۔!"

"پتہ نہیں یہ سب کس مرغی کے انڈے سے پیدا ہوئے ہیں۔۔۔! ہر وقت عورت عورت عورت۔۔۔ اررر۔۔۔ ہوف۔۔۔ بب۔۔۔ باس۔۔۔! وہ ادھر ہی آرہی ہے۔!"



"کون۔۔۔!"

"وہی کل والی لڑکی۔۔۔ وہ دیکھو۔۔۔!"

وہ تیراکی کے لباس میں تھی اور تیر کی طرح انہیں کی طرف آرہی تھی۔۔۔!

"میں بالکل گدھا ہوں باس۔۔۔!" جوزف نے معنی خیز انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "لیکن مجھے یہ لڑکی بالکل پسند نہیں ہے۔!"

"پسند کر کے دیکھو۔۔۔! کیا حشر کرتا ہوں تمہارا۔۔۔ گدھوں کی حسن پرستی مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی۔۔۔ سمجھے۔!"

جوزف بُرا سا منہ بنائے ہوئے اٹھ گیا۔!

"اوہو۔۔۔ آپ تو غائب ہی ہو گئے۔۔۔!" لڑکی نے قریب آکر کہا۔

"نہیں تو۔۔۔!" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں نیچے سے اوپر تک اپنا جسم ٹٹولتے ہوئے کہا۔ "موجود تو ہوں شاید۔۔۔!"

"مطلب یہ تھا کہ پھر نہیں دکھائی دیئے تھے۔! آپ کا شکریہ تک نہیں ادا کر سکی تھی۔ اگر کل آپ مدد نہ کرتے تو۔!"

"ارے وہ تو کچھ بھی نہیں۔!" عمران خواہ مخواہ ہنس کر بولا۔ "دراصل دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوتی ہے۔!"

"تکلیف میں دیکھ کر مسرت ہوتی ہے۔!" لڑکی نے حیرت سے دہرایا۔!

"مطلب یہ کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں شاید مسرت میں دیکھ کر تکلیف ہوتی ہوگی۔ مگر پھر شاید میں غلط کہہ رہا ہوں۔! اچھا تو آپ ہی بتایئے کہ مجھے اس موقع پر کیا کہنا چاہئے۔!"

لڑکی ہنس پڑی۔ اور پھر سنجیدگی اختیار کر کے اسے اس طرح دیکھنے لگی جیسے اس کے متعلق اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔!

عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار گہرے ہوتے گئے۔!

"شاید آپ یہ کہنا چاہتے تھے کہ دوسروں کی خدمت کر کے آپ کو مسرت ہوتی ہے۔!"

"اوہ۔۔۔ بالکل۔۔۔ بالکل۔۔۔!" عمران خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ "بالکل یہی کہنا چاہتا تھا۔ پتہ نہیں کیوں جب میں باتیں کرنے لگتا ہوں تو میرا دماغ بالکل خالی ہو جاتا ہے۔۔۔ کل شاید

آپ نے مجھے اپنا نام بتایا تھا لیکن مجھے یاد نہیں۔!"

"مونا....!"

"لاحول ولا قوۃ مجھے چونا یاد آ رہا تھا۔!"

"کوئی بات نہیں اب یاد رکھئے گا! آپ کیا کرتے ہیں۔!"

"کالج سے بھاگا کرتا ہوں.... اور کیوں نہ بھاگوں.... بھلا مجھے اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے کہ شیر شاہ سوری نے ہمایوں کے لشکر پر کتنے شب خون مارے تھے۔!"

"اوہو....! تو آپ اسٹوڈنٹ ہیں.... اور پڑھنے سے جی چراتے ہیں۔!"

"بس بس ختم....!" دفعتاً عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "آپ ہماری اباجان نہیں ہیں۔ اُن کے انداز میں گفتگو نہ کیجئے....! واہ یہ اچھی مصیبت ہے....! ایسی باتوں سے کہیں نجات نہیں ملتی....! گھر سے بور ہو کر بھاگے تو یہاں بھی وہی چرخہ.... جی ہاں....! ہم پڑھنے سے جی چراتے ہیں.... پھر آپ کیا بگاڑ لیں گی ہمارا۔!"

"ارے تو خفا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے یونہی کہہ دیا تھا۔!"

"سب یونہی کہہ دیتے ہیں۔" عمران نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔

"وہ کالا آدمی کون ہے....!" مونا نے پوچھا۔

"عذاب جان ہے۔!"

"باس کہہ کر مخاطب کرتا ہے آپ کو۔!"

"نشے میں باپ بھی کہنے لگتا ہے حالانکہ اس کے باپ بننے سے کہیں زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ ہم ایک بوری کوئلہ چبا کر مر جائیں۔!"

"آپ عجیب آدمی ہیں کسی بات کا ڈھنگ سے جواب ہی نہیں دیتے۔!"

"امتحان میں بھی ہمارا یہی حال ہوتا ہے۔! اسی لئے ہم فورتھ ایئر میں پانچ سال سے مقیم ہیں....! کسی کو بھی ہم میں کسی قسم کا ڈھنگ نظر نہیں آتا۔!"

"آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں۔!"

"جھک مارا کرتے ہیں۔! ہماری بلا سے....! اتنی موٹی سی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی اگر ہم نے بی اے پاس کر لیا تب بھی شہزادے ہی کہلائیں گے اور نہ کیا تب بھی شہزادے



کہلائیں گے۔!"

"اوہ تو شہزادے ہیں آپ....!"

"عرفیت ہے ہماری....!" عمران نے شرما کر سر جھکا لیا۔

"میں اس کالے آدمی کے متعلق پوچھ رہی تھی۔!"

"سب اسی کے متعلق پوچھتے ہیں۔ ہم تو اُلو کے پٹھے ٹھہرے۔!"

"آپ سمجھے نہیں۔! مطلب یہ تھا کہ ایسے ملازمین صرف بڑے آدمی رکھتے ہیں۔! میں نے تو یہاں کسی کے پاس بھی نیگرو نہیں دیکھا۔!"

"وہ سب بڑے آدمی ہیں، جو نیگرو نہیں رکھتے۔! اس نے تو ہماری مٹی پلید کر رکھی ہے۔ کبھی کہتا ہے باس اونٹ کی سواری صحت کے لئے بہت مفید ہے کبھی کہتا ہے کہ تپ دق سے بچنا ہے تو بکریاں پالنا شروع کر دو۔!"

"اوہو....!" یک بیک لڑکی اچھل پڑی۔ لیکن وہ عمران کی بات پر تو نہیں اچھلی تھی۔! شاید سن بھی نہیں رہی تھی کہ وہ کیا بک رہا ہے۔! اس کی توجہ کا مرکز ایک اپاہج آدمی تھا۔! پہیوں دار کرسی پر بیٹھا وہ اسی طرف آ رہا تھا۔!

"دیکھا.... دیکھا سور کو....!" لڑکی بڑبڑائی۔ "اب ایسا بن گیا ہے جیسے مجھے دیکھا ہی نہ ہو۔!"

اپاہج ظاہری حالت سے کھاتا پیتا آدمی معلوم ہوتا تھا۔! جسم پر قیمتی لباس اور انگلیوں میں جواہرات کی انگشتریاں تھیں....! گھنی اور چڑھی ہوئی مونچھوں میں خاصا بارعب بھی لگتا تھا۔!

وہ ان کے قریب سے گذر گیا۔! اور مونا جلے کٹے انداز میں آہستہ آہستہ اُسے گالیاں دیتی رہی۔!

"ارے نہیں۔!" دفعتاً عمران بولا۔ "چھچھوندر کا بچہ نہیں ہو سکتا۔! ذرا اس کی مونچھیں تو دیکھو....!"

"میرا بس چلے تو اس کی مونچھیں اکھاڑ لوں۔ کمینہ کہیں کا۔!"

"مضبوط ہوتی ہیں۔!" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"تم پوچھتے نہیں کہ میں اسے گالیاں کیوں دے رہی ہوں۔!" مونا جھنجھلا گئی۔

"پوچھنا چاہئے۔!" عمران نے سوالیہ انداز میں آنکھیں نکالیں۔

"قدرتی بات ہے۔ پتہ نہیں تم کیسے آدمی ہو۔!" لہجے میں جھلاہٹ اب بھی باقی تھی۔!

"آہا.... اب سمجھے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب ہم سمجھے کہ ہماری آنٹی پچھلے سال سے ہم سے کیوں خفا ہیں۔!"

"کیا مطلب....!"

"انہوں نے انکل کو گالیاں بھی دی تھیں اور چپل اٹھا کر مارنے بھی دوڑی تھیں۔ لیکن ہم نے ان سے اس کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔! شاید اسی لئے وہ ہم سے ناراض ہیں۔!"

لڑکی کچھ بولی نہیں۔! بس اُسے گھورتی رہی۔! پھر کچھ دیر بعد اُس نے کہا۔ "یہ لنگڑا بہت بُرا آدمی معلوم ہوتا ہے۔! کل سے مجھے پریشان کر رکھا ہے اس نے۔!"

"اوہ....!"

"اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے سیٹیاں بجاتا ہے۔! بے ہنگم آواز میں گاتا ہے۔! بہت بیہودہ ہے۔! میں اسے سبق دینا چاہتی ہوں۔ اب اس وقت تمہیں دیکھ کر اس طرح انجان بنا ہوا قریب سے گذر گیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔!"

"ہم سے ڈر گیا....؟" عمران خوش ہو کر بولا۔

"اور کیا اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکے گا۔!"

"تب پھر ہم اُسے ضرور ماریں گے۔!" عمران نے آستینیں چڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں.... یہ نہیں....! دوسری اسکیم ہے۔!"

"کیا....!" عمران نے رازدارانہ انداز میں آہستہ سے پوچھا۔

"مار پیٹ واہیات چیز ہے....! ایسا سبق دیا جائے جو ہمیشہ یاد رہے۔!"

"اچھا....!" عمران نے پلکیں جھپکائیں۔

"اگر تم مدد کرو تو ممکن ہے۔!"

"ضرور کریں گے مگر بتاؤ بھی تو....!"

"ابھی نہیں، شام کو....! میں نے تمہارا جھونپڑا دیکھا ہے....! خود ہی آؤں گی.... ٹاٹا۔!"

وہ اٹھی اور ایک طرف چلی گئی۔ عمران انگلی سے زمین پر آڑی ترچھی لکیریں بنانے لگا۔! اس نے اپاہج کو یونہی سرسری طور پر دیکھا تھا اور لڑکی کی بکواس اس کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں



رکھتی تھی....! تھوڑی دیر میں وہ سب کچھ بھول گیا۔!

گھاٹ پر قہقہے گونجتے رہے۔! شام تک موسم ہی تبدیل ہو گیا....! مغرب سے کالے کالے بادل اٹھے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے علاقے پر چھاگئے....! طوفان کے آثار تھے۔!

یہاں طوفان تو آتے ہی رہتے تھے لیکن یہ طوفانوں کا موسم نہیں تھا اس لئے مقامی لوگوں کے چہروں پر بھی تشویش کے آثار پائے جا رہے تھے۔!

بہر حال موسم کی اچانک تبدیلی کی بناء پر جھونپڑے قبل از وقت آباد ہو گئے۔ ورنہ اندھیرا پھیلنے سے پہلے عموماً لوگ کھلے ہی میں مختلف قسم کی تفریحات میں مشغول رہتے تھے۔!

عمران جیسے ہی اپنے جھونپڑے کے قریب پہنچا جوزف کی کرخت آواز سنی۔ وہ غالباً کسی سے جھگڑ رہا تھا۔! پھر کسی عورت کی آواز سنائی دی۔! وہ بھی کم غصے میں نہیں معلوم ہوتی تھی۔!

جھونپڑے میں قدم رکھتے ہی مونا نظر آئی۔!

عمران کی آہٹ پر وہ دروازے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔!

"یہ بہت بیہودہ ہے۔ بہت بدتمیز ہے۔!" مونا حلق پھاڑ کر دہاڑی۔

"زبان سنبھالو.... زبان سنبھالو....!" جوزف غرایا۔

"خاموش رہو....!" عمران نے مکا ہلا کر کہا۔ "دونوں خاموش رہو۔ ورنہ ہم کتوں کی طرح بھونکنا شروع کر دیں گے۔! بھاری اور سریلی آوازوں کی میاؤں میاؤں اور بھوں بھوں ہمارے ذہن پر بہت بُرا اثر ڈالتی ہے۔!"

دونوں ایک پل کے لئے خاموش ہو گئے....! پھر جوزف نے کہا۔ "میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔!"

"یہ بکواس کر رہا ہے۔!" مونا بول پڑی۔

"تم میری طرف دیکھ کر اس طرح نہیں مسکرائی تھیں۔!" جوزف نے جھلائے ہوئے انداز میں مسکراہٹ کی نقل اتاری۔ "کیوں مسکرائی تھیں۔!"

"اس سے کہو زبان بند کرے ورنہ گولی مار دوں گی۔!" مونا بپھر گئی۔

"ٹھیک ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "پہلے تم اسے گولی مار دو۔ پھر ہم اطمینان سے گفتگو کر سکیں گے۔!"

"باس...! میں خود ہی اپنا گلا گھونٹ لوں گا۔ اگر تم اس سفید بندریا کی طرف داری کرو گے۔!"

"فی الحال دوڑ کر اسٹار سے چیونگم کے ایک درجن پیکٹ لے آؤ۔!" عمران نے جیب سے پانچ کا نوٹ نکال کر جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جوزف نے نوٹ لیتے وقت بہت بُرا سا منہ بنایا تھا اور پھر مونا کو خون خوار نظروں سے گھورتا ہوا جھونپڑے سے نکل گیا تھا!

"تم پتہ نہیں کیسے آدمی ہو۔!" مونا بولی۔ "میں تو ایسے بدتمیز ملازم کو کبھی برداشت نہ کروں۔!"

"بات کیا تھی۔!"

"کچھ بھی نہیں....! میں تمہاری تلاش میں آئی تھی۔ خواہ مخواہ چراغ پا ہو گیا! کہنے لگا کہ میں یہاں تنہا ہوں! تم آواز دیئے بغیر کیوں گھس آئیں۔! میں شور مچا کر پڑوسیوں کو اکٹھا کروں گا۔ پتہ نہیں کس قسم کا جانور ہے۔!"

"اس جانور کی مادہ نہیں ہوتی۔! عدیم المثال ہے... مگر تم ہماری تلاش میں کیوں آئی تھیں۔!"

"تم نے بھی ویسی ہی بے تکی باتیں شروع کر دیں۔!"

"اچھی بات ہے....! تم سرے سے یہاں آئی ہی نہیں تھیں۔!"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کینواس کے فولڈنگ اسٹول پر بیٹھتی ہوئی بڑبڑائی۔ "تم دونوں مجھے پاگل بنا دو گے۔!"

عمران نے پہلی بار اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھا۔! لڑکی کا سر جھکا ہوا تھا ورنہ وہ بھی یقینی طور پر اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار دیکھتی۔

وہ کچھ دیر تک اسی طرح بیٹھی رہی پھر بولی۔ "اگر مجھے اس لنگڑے کو نیچا نہ دکھانا ہوتا تو میں شاید تم لوگوں سے بات بھی نہ کرتی۔!"

"اوہو.... مگر کیسے نیچا دکھاؤ گی۔!"

"بس تم جھونپڑے کے باہر کھڑے رہنا۔! میں اندر جا کر سمجھ لوں گی۔!"

"ہم باہر کیوں کھڑے رہیں گے۔!" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"دیکھتے رہنا کہ کوئی ادھر آ تو نہیں رہا۔!"

عمران کا ذوق تجسس بیدار ہونے لگا تھا۔! لیکن چہرے پر بدستور حماقت ہی طاری رہی۔



"فرض کرو کوئی آ ہی گیا تو۔!" عمران نے سر ہلا کر پوچھا۔

"سیٹی بجا کر مجھے آگاہ کر دینا۔!"

عمران نے ہونٹ سکوڑ کر سیٹی بجانے کی کوشش کی.... لیکن آواز نہ نکلی۔

"مشکل ہے۔!" اس نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ "مگر تم اندر جا کر کیا کرو گی۔!"

"یہ نہ پوچھو....!" لڑکی ہنس پڑی۔ "صبح جب وہ منہ پر ہاتھ پھیرے گا تو مونچھیں ہاتھ ہی میں رہ جائیں گی۔!"

"خدا کی پناہ.... ہم بالکل نہیں سمجھے۔!"

"بس صبح اس کی شکل دیکھ لینا مونچھیں نہیں ہوں گی۔!"

"ہم اپنی عقل کو کہاں پیٹ ڈالیں۔ اب بھی ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"سمجھنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ بس تم باہر کھڑے رہنا....! کسی کے آجانے پر سیٹی نہ بجا سکو تو جھونپڑے میں ٹھوکر مار دینا۔! میں سمجھ جاؤں گی۔!"

"کیا وہ لنگڑا تنہا ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"پتہ نہیں.... میں کیا جانوں.... اچھا ٹھیک دس بجے.... یاد رکھنا میں آؤں گی۔!"

وہ چلی گئی۔ لیکن دس بجے تو وہاں طوفان جھنڈے گاڑھ رہا تھا! کس میں ہمت تھی کہ جھونپڑے کی کھڑکی کھول کر باہر جھانک ہی سکتا۔

ہوائیں چیخ رہی تھیں۔ بجلی کے کڑاکے پہاڑیوں میں ایسی گونج پیدا کر رہے تھے جیسے ان کی بنیادیں ہل گئی ہوں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جڑوں سے اکھڑ کر طوفانی جھکڑوں میں چکراتی پھریں گی۔

جھونپڑے کانپ رہے تھے اور ان کے رخنوں سے پانی رسنے لگا تھا۔! البتہ چھتیں محفوظ تھیں کیونکہ ان پر واٹر پروف قسم کا پینٹ کیا گیا تھا!

طوفان کی شروعات ساڑھے نو بجے سے ہوئی تھی اور ہوا کا زور گیارہ بجے سے پہلے کم نہیں ہوا تھا۔! پھر بارش کا سلسلہ تو رات بھر جاری رہا تھا۔!

لیکن دوسری صبح یہ کہنا بھی دشوار ہو گیا کہ پچھلی رات بوندا باندی ہی ہوئی ہو گی۔ پہاڑیاں خشک پڑی تھیں اور صبح کی اولین شعاعیں جھیل کے بھرے سینے پر قرمزی رنگ کا جال بن رہی تھیں۔ گھاٹ پھر آباد ہو گیا تھا!

جوزف منہ اندھیرے ہی بوتلوں کی تلاش میں اسٹار ہوٹل کی طرف نکل گیا تھا۔ واپسی پر عمران نے اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار دیکھے۔! ہونٹ ہل رہے تھے گالوں سے ہڈیوں پر گوشت کانپ رہا تھا اور پلکیں مغموم انداز میں جھکی پڑ رہی تھیں۔! اس کی یہ کیفیت اسی وقت ہوتی تھی جب وہ رحم اور ہمدردی کے جذبات سے اُوور لوڈ ہو جاتا تھا۔

"باس یہ بڑی منحوس صبح ہے....! اس لئے میں نے تمہیں صبح کا سلام نہیں کیا۔!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

عمران نے اس طرح ہاتھ ہلایا جیسے کان پر بیٹھی ہوئی مکھی اڑائی ہو اور دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔!

"وہ.... باس بڑا دردناک منظر تھا.... بیچارا اپاہج....!"

"اپاہج.... کیا مطلب....!" عمران چونک کر اس کی طرف مڑا۔

"دونوں پیر بیکار تھے....! کل میں نے اُسے اپاہجوں کی کرسی پر جھیل کے کنارے پھرتے دیکھا تھا۔!"

"پھر کیا ہوا اُسے....؟"

"ختم ہو گیا....! کرسی سمیت کھڈ میں پڑا ہے۔!"

"وہی بڑی مونچھوں والا۔!"

"ہاں... باس...! لنگڑا نہ ہوتا تو شاندار آدمی ہوتا۔ آنکھوں سے بڑا جیالا معلوم ہوتا تھا۔!"

تھوڑی دیر بعد عمران بھی اسی بھیڑ میں نظر آیا جو لاش کے گرد اکٹھا ہو گئی تھی۔!

خیال تھا کہ وہ پچھلی رات کسی وقت اپنی پہیوں والی کرسی پر بیٹھ کر جھونپڑے سے نکلا ہو گا۔! اندھیرے میں راہ کا تعین نہ کر سکنے کی بناء پر کھڈ میں جا پڑا۔

سردار گڈھ کا ایس پی میٹرو ہوٹل کے منیجر کو گھور رہا تھا۔

"وہ اپاہج نہیں تھا۔!" اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"ہزاروں آدمی انہیں اپاہج سمجھتے تھے جناب.... اگر نہیں تھے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔!" منیجر بولا۔



"اس کی مونچھیں بھی نقلی تھیں۔!"

"اب تو سب ہی کچھ ممکن ہے.... لیکن یہ آپ مجھ سے کیوں کہہ رہے ہیں۔!"

"کیونکہ وہ اپنا زیادہ تر وقت تمہارے ساتھ گذارنے کی کوشش کرتا تھا۔!"

"وہ ہمارے پرانے گاہک تھے جناب....! ان کا جھونپڑا ہمیشہ انہیں کے لئے مخصوص رہتا تھا خواہ وہ یہاں موجود ہوں یا نہ ہوں۔! ماہانہ کرایہ پابندی سے ادا کرتے تھے۔! اگر کبھی نہیں آسکتے تھے تو بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیتے تھے۔!"

"اور ہمیشہ تنہا ہی آتا تھا۔!"

"جی ہاں.... میں نے کبھی اُن کے ساتھ کسی کو نہیں دیکھا۔!"

"کیا یہ عجیب بات نہیں تھی....!" ایس پی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "وہ ایسا ہی دولت مند آدمی تھا کہ خالی جھونپڑے کا کرایہ ادا کرنا اس کے لئے بڑی بات نہ تھی۔! لیکن کیا وہ اپنی خبر گیری کے لئے ایک آدمی نہیں رکھ سکتا تھا۔!"

"اکثر میں نے بھی اس پر حیرت ظاہر کی تھی۔ لیکن اُن کا یہی جواب ہوتا تھا کہ وہ خود پر بیچارگی نہیں طاری کرنا چاہتے۔!"

"یہاں آتا کس طرح تھا۔!"

ایک بڑی سی وین ہوتی تھی جس میں ان کا سامان بھی ہوتا تھا۔ جب انہیں واپس جانا ہوتا تھا تو وین آجاتی تھی۔!

"اور آپ نے کبھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ وہ کون تھا اور کہاں سے آتا تھا۔!"

"کوشش تو کی تھی لیکن کبھی کامیاب نہیں ہو سکا۔! منی آرڈر بھی کسی ایک جگہ سے نہیں آتے تھے اور رسید پوسٹ ماسٹر کے پتے پر واپس جاتی تھی۔ اگر وہ اپاہج نہیں تھے اور ان کی مونچھیں نقلی تھیں تب بھی کسی کو کبھی ان سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔! ان کے گرد ہر وقت نوجوانوں کی بھیڑ رہتی تھی اور اُن کے درمیان وہ ایسے ہی لگتے تھے جیسے سقراط اپنے شاگردوں کے درمیان۔!"

"خوب....!" ایس پی کی مسکراہٹ طنز آمیز تھی۔! چند لمحے وہ خاموشی سے منیجر کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "کب سے یہاں مقیم تھا۔!"

"پرسوں آئے تھے جناب۔!"

"کیا ان لوگوں میں سے کوئی مل سکے گا جو اس کے گرد اکٹھے رہا کرتے تھے۔!" ایس پی نے آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

یہ گفتگو گھاٹ کے ایک گوشے میں ہو رہی تھی اور ان کے چاروں طرف خاصی بھیڑ تھی۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں کھلے میں پوچھ گچھ کرنے کا کوئی خاص مقصد رہا ہو۔!

ایس پی کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر بہتیرے چہروں پر اضطراب کی لہریں دوڑ گئیں۔!

عمران کے چہرے پر تو بوکھلاہٹ اور حماقت دونوں ہی دست و گریبان تھیں۔! بالآخر ایس پی کی نظر اسی پر ٹھہری۔! وہ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "کیوں جناب....! وہ کس قسم کی باتیں کرتا تھا آپ لوگوں سے۔!"

"سس.... سیٹیاں بجاتا تھا....!" عمران نے بوکھلا کر جواب دیا۔!

"کیا مطلب....!" ایس پی نے آنکھیں نکالیں۔

"مطلب.... یہ کہ یعنی کہ.... سیٹیوں کو دیکھ کر لڑکیاں بجاتا تھا.... ب.... ہاپ....!"

"کیا بکواس ہے....!"

"زر.... زبان لڑکھڑاتی ہے۔! مطلب یہ کہ لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹی بجاتا تھا۔!"

"بکواس ہے۔ بکواس ہے۔!" مجمع سے کئی غصیلی آوازیں آئیں۔

پھر چند لمحے سناٹا رہا۔! اس کے بعد ایس۔پی نے مجمع پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "جو حضرات اسے بکواس سمجھتے ہوں سامنے آئیں۔!"

تین چار آدمی آگے بڑھ آئے۔! وہ عمران کو غصیلے انداز میں دیکھ رہے تھے۔!

"یہ حضرت شاید نشے میں ہیں۔!" ایک آدمی بولا۔ "داور صاحب فلسفی تھے۔! میں بھی اکثر یہاں آتا رہتا ہوں۔! داور صاحب سے کئی بار ملنے کا اتفاق ہوا ہے! ان حضرت نے بیہودگی فرمائی ہے وہ داور صاحب کی شان میں ایک گندی سی گالی ہے۔!"

ایس پی نے دوسروں کی طرف دیکھا اور انہوں نے بھی اس آدمی کی تائید کی۔!

"کیوں جناب....!" وہ عمران سے مخاطب ہو کر غرایا۔

"خدا غارت کرے۔!" عمران بسور کر بڑبڑایا تھا۔



"کیا بک رہے ہیں آپ۔!"

"اُس لڑکی کو خدا غارت کرے جس نے ہمیں یہ اطلاع دی تھی۔" عمران بھی جھلا کر بولا۔

لوگوں نے قہقہہ لگایا اور عمران بھی انہیں چڑانے کے سے انداز میں ہنس پڑا۔ مگر اس میں جھلاہٹ بھی شامل تھی۔!

"کس لڑکی نے اطلاع دی تھی۔!" ایس پی نے پوچھا۔

"اگر وہ ہمارے سامنے آئی تو ہم ضرور پہچان لیں گے۔!"

ایس پی نے ایک سب انسپکٹر کی طرف مڑ کر کہا۔ "انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ۔ میں ابھی آرہا ہوں۔!"

بس پھر ایسا ہی معلوم ہوا جیسے عمران کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔! چہرے پر مردنی چھا گئی اور وہ بار بار ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔! سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگی۔!

"چلئے مسٹر....!" سب انسپکٹر نے عمران کا شانہ چھو کر کہا۔

دوسری طرف جوزف.... اس لڑکی کو سارے جھونپڑوں میں تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ جس سے پچھلے دن اس کی جھڑپ ہوئی تھی۔! لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اس تلاش کا مقصد کیا ہے۔! عمران نے اسے حکم دیا تھا اور وہ طوعاً و کرہاً تعمیل کر رہا تھا ورنہ پتہ نہیں کیوں وہ تو اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔!

عمران کو شائد آدھے گھنٹے تک ایس پی کی آمد کا منتظر رہنا پڑا تھا۔! جھونپڑے میں اس کے علاوہ ایک سب انسپکٹر اور دو کانسٹیبل بھی تھے۔! سب انسپکٹر وہی تھا جس کے ساتھ وہ یہاں آیا تھا۔ انہوں نے اس سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کی تھی۔! عمران بھی کچھ نہیں بولا تھا۔! بس اس طرح گھگھو بنا بیٹھا رہا تھا جیسے ایس پی کی آمد پر اسے پھانسی ہی تو دے دی جائے گی۔!

پھر ایس پی آیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ چند لمحے عمران کو تشویش کن انداز میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "آپ کہاں سے آئے ہیں۔!"

"دارالحکومت سے....!" عمران نے تھوک نگل کر کہا۔

"نام....!"

"نام جو کچھ بھی ہو.... لیکن اب ہم ایم۔ایس۔سی۔پی۔ایچ۔ڈی۔ آکسن ہرگز نہیں ہیں۔!بالکل گدھے ہیں۔!آخر ہمیں ضرورت ہی کیا تھی کہ خواہ مخواہ بول پڑتے۔!"

"کیا مطلب....!"

"اگر وہ فلسفی تھا تو ہم سے مطلب۔!اگر لڑکیوں کو دیکھ کر لیٹیاں.... ارر ہپ.... !مطلب یہ کہ لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹیاں بجاتا تھا تو ہمارا اجارہ.... لعنت ہے کس مصیبت میں پھنس گئے۔! ممی ٹھیک ہی کہتی ہیں کہ بلاضرورت بکواس نہ کرنی چاہئے۔!

سب انسپکٹر اور کانسٹیبل منہ پھیر کر مسکرائے اور ایس پی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔! غالبًا اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس آدمی سے کس طرح پیش آنا چاہئے۔!

"اگر آپ سیدھی طرح بات نہیں کریں گے تو آپ کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہوں گی سمجھے۔!"

"ایسے مواقع پر اگر ہمیں ممی اور ڈیڈی یاد آجائیں تو ہم کیا کریں.... کچھ اور کمزور دل کے ہوتے تو پیشاب بھی خطا ہو سکتا تھا۔!کس طرح یقین دلائیں کہ وہ بیہودہ بات ہمیں کل ایک لڑکی ہی نے بتائی تھی۔!"

پھر عمران اس لڑکی کے متعلق کچھ اور بھی کہنے والا تھا کہ ایک سب انسپکٹر جھونپڑے میں داخل ہوا۔

"کیوں....؟" ایس پی اُس کی طرف مڑا۔

سب انسپکٹر کے ہاتھ میں کوئی اخبار تھا۔!اس نے اس کا ایک صفحہ الٹ کر ایس پی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ایک نئی اطلاع ہے جناب.... مجھے تو لاش اور اس تصویر میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں معلوم ہوتا۔!اب لاش کے چہرے پر بھی مونچھیں نہیں ہیں۔!"

ایس پی نے اخبار لے کر صفحے پر نظر ڈالی۔!عمران تصویر تو نہیں دیکھ سکا تھا لیکن اخبار کے متعلق اس کا اندازہ تھا کہ وہ ڈیلی میل ہی ہوگا۔!آج کا ڈیلی میل وہ دیکھ چکا تھا۔!مگر تصویر؟ اُس نے جھرجھری سی لی۔

آج کے شمارے میں صرف ایک ہی تصویر تھی اور اس کا تعلق بھی ایک اشتہار سے تھا۔ مگر لاش.... اس نے ابھی تک لاش تو نہیں دیکھی تھی۔!اور نہ مرنے والے کو زندگی ہی میں اچھی



طرح دیکھ سکا تھا۔!ذہن میں اس کے خدوخال تک واضح نہیں تھے۔!البتہ مونچھیں ضرور یاد تھیں وہ بھی اس لئے کہ مونچھوں کی چھاؤں سے سیٹیوں کے اخراج کا مضحکہ خیز تصور وابستہ تھا۔!

ایس پی اخبار پر نظر جمائے رہا۔!پھر عمران کی طرف مڑ کر بولا۔"آپ یہیں ٹھہریں گے۔!"

عمران اسے سب انسپکٹر کے ساتھ باہر جاتے دیکھتا رہا۔

کیا سچ مچ اس سے حماقت سرزد ہوئی تھی....؟ فی الحال وہ خود بھی فیصلہ نہ کر سکا۔ جیسے بادی النظر میں ایس پی کے استفسار پر بول پڑنا حماقت ہی معلوم ہوئی تھی وہ اپنی زبان بند بھی رکھ سکتا تھا۔!گھاٹ پر اس کے علاوہ درجنوں نوجوان موجود تھے۔ جواب دہی کی ذمہ داری اسی نے کیوں اپنے سر لی تھی....؟

اس نے اس سب انسپکٹر کی طرف دیکھا جو پہلے بھی اس کے ساتھ جھونپڑے میں موجود رہا تھا.... عمران نے محسوس کیا کہ وہ اس سے کچھ پوچھنے کے لئے بے تاب ہے۔!

دفعتًا سب انسپکٹر بولا۔"آپ سعدی اینڈ سنز کے یہاں کب سے ملازم ہیں۔!"

عمران نے سوچا ذہین آدمی معلوم ہوتا ہے۔!لیکن نتائج اخذ کرنے میں جلدی کرتا ہے۔!

بہر حال سعدی اینڈ سنز کے حوالے پر اس کا شبہ یقین میں تبدیل ہو گیا۔!

"ہم ملازم۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "ہرگز نہیں....!ہم کیوں کسی کی ملازمت کرنے لگے.... واہ....!"

سب انسپکٹر نے سختی سے ہونٹ بند کر لئے۔ شاید اسے ایس پی کا خیال آگیا تھا۔

سعدی اینڈ سنز کے حوالے پر عمران کو آج کا ڈیلی میل میں شائع ہونے والا اشتہار یاد آگیا تھا جو اسی فرم کی جانب سے شائع کرایا گیا تھا۔!

سعدی اینڈ سنز جواہرات اور اعلیٰ قسم کے زیورات کے بیوپاری تھے۔!کاروبار دارالحکومت ہی میں تھا....!انہوں نے اپنے ایک ٹریولنگ ایجنٹ کی گمشدگی کی تشہیر کرائی تھی جو چالیس ہزار کے جواہرات ان کے شوروم سے اڑا لے گیا تھا۔

واقعہ پرسوں کا تھا....!اشتہار کے ساتھ ٹریولنگ ایجنٹ کی تصویر بھی تھی اور اس کا پتہ نشان بتانے والے کے لئے پانچ ہزار انعام کا وعدہ بھی کیا گیا تھا۔!

میٹرو کے منیجر کے بیان کے مطابق مرنے والا بھی پرسوں ہی یہاں پہنچا تھا۔!لیکن وہ اس

کے لئے اجنبی نہیں تھا۔! یہ اور بات ہے کہ اس نے ہمیشہ ایک بڑی مونچھوں والے اپاہج ہی کے رول میں دیکھا ہو۔!

اشتہار والی تصویر مونچھوں سے قطعی بے نیاز تھی.... اور یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ کوئی اپاہج کسی فرم کے ٹریولنگ ایجنٹ کے فرائض انجام دے سکتا۔

اگر سب انسپکٹر نے لاش کی شناخت میں غلطی نہیں کی تھی تو.... یہ کیس.... خاصا دلچسپ تھا۔! پیچیدگیوں کے امکانات بھی پیدا ہو گئے تھے۔!

مگر.... وہ لڑکی.... اور.... یہ حادثہ۔! عمران سوچتا رہا....! اوہ لڑکی نے بھی مونچھوں کی صفائی ہی کا تہیہ کیا تھا۔ تو وہ اس کی اصلیت سے واقف تھی۔

مگر ابھی اس قدر آگے بڑھ جانا بھی حماقت ہی تھی۔! تاوقتیکہ ٹریولنگ ایجنٹ اور اپاہج ایک ہی آدمی نہ ثابت ہو جاتا۔ مزید کچھ سوچنا فضول ہی سی بات ہوتی۔

عمران نے سر کو اس طرح جنبش دی جیسے ان خیالات سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔!

"چیونگم....!" اس نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر سب انسپکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نو تھینکس....!" سب انسپکٹر نے پلکیں جھپکائیں۔

عمران نے پیکٹ پھاڑ کر ایک پیس نکالا اور اُسے منہ میں ڈال کر آہستہ سے کچلنے لگا۔!

جولیا نے غسل خانے سے فون کی گھنٹی کی آواز سنی اور تیزی سے کمرے میں آئی۔! کال ایکس ٹو کی بھی ہو سکتی تھی اس لئے ریسیو کرنے میں کوتاہی مصیبت کا باعث بن جاتی۔!

اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔! دوسری طرف سے اس کے پُر اسرار چیف ہی کی آواز آئی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ دوسری طرف بلیک زیرو رہا ہو جو عمران کی عدم موجودگی میں ایکس ٹو کا رول کرتا تھا۔!

"عمران ایک مصیبت میں پھنس گیا ہے۔!" دوسری طرف سے کہا گیا اور جولیا نے طویل سانس لی۔

"کہاں جناب....!"

"سردار گڈھ کے ہالی ڈے کیمپ میں۔! اس کا ملازم جوزف یہ اطلاع لایا ہے۔ تمہیں اور صفدر کو وہاں پہنچنا ہے۔!"

"کب پہنچنا ہے جناب....!"

"آدھے گھنٹے کے اندر اندر روانہ ہو جاؤ۔!"

جولیا نے بُرا سا منہ بنایا پھر بولی۔ "او کے سر۔!"

"لیکن تم دونوں اس سے دور ہی رہو گے۔! ہو سکتا ہے کہ پولیس اس کی نگرانی کر رہی ہو۔! جوزف نے فون پر اس کا پیغام پڑھ کر سنایا تھا۔ وہ خود ہی کسی نہ کسی طرح تم سے رابطہ قائم کر لے گا۔ سبز جھونپڑے میں ہے۔ نمبر ایک سو اٹھہتر....! بس اب جلدی کرو....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔!

جولیا نے بھی ڈس کنکٹ کر کے صفدر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"یس پلیز....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"شامت۔" جولیا نے غصیلی آواز میں کہا۔ "یہ کم بخت مصیبتیں تلاش کرتا پھرتا ہے۔!"

"اوہ.... جولیا....! کس کم بخت کی باتیں کر رہی ہو۔!"

"عمران کی....! سردار گڈھ کے ہالی ڈے کیمپ میں کچھ کر بیٹھا ہے۔ چیف کا حکم ہے کہ ہم دونوں آدھے گھنٹے کے اندر وہاں کے لئے روانہ ہو جائیں۔!"

"قصہ کیا ہے....!"

"میں اندازہ نہیں کر سکی لیکن ایکس ٹو نے کہا تھا کہ پولیس اس کی نگرانی کر رہی ہو گی۔!"

"اوہ.... تو پھر کوئی حماقت کر بیٹھے ہوں گے حضرت....!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس آدمی سے کس طرح پیچھا چھڑایا جائے۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ جس مصیبت کا شکار ہوا ہے ہمارے ہی محکمے سے تعلق رکھتی ہو لیکن ایکس ٹو بھی اس کے لئے اکثر اپنے اصولوں سے ہٹ جاتا ہے۔!"

"ہٹنا ہی پڑے گا....! ہم میں سے کون ہے جس نے ایکس ٹو کے لئے اس سے زیادہ کارنامے انجام دیئے ہوں۔!"

"کچھ بھی ہو.....!اس قسم کی ڈیوٹیاں مجھے بے حد گراں گزرتی ہیں۔!"

"تو پھر کیا خیال ہے.....؟"

"بھگتیں گے..... بھئی.....!جلدی سے تیار ہو جاؤ..... میں آؤں یا تم ہی ادھر آؤ گے۔!

"میں آ رہا ہوں۔!"

جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

جوزف گاؤدی ہی سہی لیکن اشاروں کا مطلب سمجھنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔!

اس نے دور ہی سے عمران کو پولیس کے نرغے میں دیکھا اور ٹھٹک گیا۔!عمران نے اشارہ کیا کہ وہ اس سے دور ہی رہے پھر بھلا وہ وہاں کیسے رکتا.....!

پولیس کی پوچھ گچھ سے جلد ہی چھٹکارا مل گیا۔!کیونکہ ایس پی بھی سب انسپکٹر کے اس خیال سے متفق ہو گیا تھا کہ مرنے والا سعدی اینڈ سنز کے ٹریولنگ ایجنٹ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔!اس کا فیصلہ عمران کے علم میں بھی آ گیا تھا۔ کیونکہ واپسی پر لاش کے متعلق گفتگو اس کی موجودگی ہی میں ہوئی تھی۔!

ایس پی نے پھر اس لڑکی کا تذکرہ چھیڑا تھا جس کے حوالے سے عمران نے اسے مرنے والے کے متعلق ایک نئی بات بتائی تھی.....!لیکن اس بار وہ عمران کی زبان نہ کھلوا سکا۔!آخر تھک ہار کر اسے کہنا ہی پڑا کہ وہ جا سکتا ہے۔ لیکن کیمپ اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ اسے پولیس کی طرف سے ہدایات نہ ملیں۔!

دراصل ابھی لاش کی شناخت کا مسئلہ بھی در پیش تھا۔!اس سلسلے میں سعدی اینڈ سنز کے کسی ذمہ دار آدمی کا بیان ہی حرف آخر ہوتا۔!لہٰذا اس اہم کام کو چھوڑ کر ضابطے کی معمولی کارروائیوں کی طرف کون دھیان دیتا۔!

عمران اپنے جھونپڑے میں واپس آ گیا تھا اور اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد کہ اس کی نگرانی نہیں ہو رہی جوزف کو شہر بھیج دیا تھا۔!

جوزف مونا کی تلاش میں تو ناکام ہی رہا تھا۔!لہٰذا اب عمران خود ہی اٹھا.....!لڑکی نے اسے نہ تو جھونپڑے کا نمبر بتایا تھا اور نہ یہی بتایا تھا کہ اس کا تعلق کس ہوٹل سے ہے۔ اگر کسی جگہ سے



سراغ ملنے کی امید تھی تو وہ کیمپ کا اکلوتا گیراج ہی ہو سکتا تھا۔!

عمران کی یادداشت میں اس گاڑی کے نمبر پتہ نہیں کس طرح محفوظ رہ گئے تھے۔ اس نے سوچا کہ گیراج میں خواہ اس نے اپنا صحیح نام لکھوایا ہو لیکن نمبر تو وہی درج ہوئے ہوں گے جو اس کی یادداشت میں محفوظ تھے۔!

اندازہ درست نکلا.....!غلطی کا امکان ہی نہیں تھا۔ لیکن گیراج کے رجسٹر میں نام بھی مونا پیٹرسن ہی لکھوایا تھا اور میٹرو ہوٹل کے ایک سو گیارہویں جھونپڑے کا حوالہ بھی درج تھا۔!البتہ اب گاڑی گیراج میں نہیں تھی!منتظم کے بیان کے مطابق وہ پچھلی شام تک ٹھیک ہو گئی تھی اور اُسی وقت اجرت کی ادائیگی کے بعد لڑکی اسے لے گئی تھی۔!

سرخ رنگ کے ایک سو گیارہویں جھونپڑے میں بھی کوئی خاص دشواری پیش نہ آئی۔ لیکن وہاں مونا کی بجائے ایک بوڑھا آدمی نظر آیا۔

عمران نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور اس طرح بسورنے لگا جیسے زبردستی کوئی کڑوی یا کسیلی چیز کھلا دی گئی ہو۔!

"کیا بات ہے..... آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔!" بوڑھے نے جھلائے ہوئے لہجہ میں پوچھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ زندگی کا بیمہ کرانے سے پہلے ہی بوڑھی ہو گئیں۔!"

"کیا بکواس ہے.....!" بوڑھے نے آنکھیں نکالیں۔

"مطلب یہ کہ مس مونا پیٹرسن نے پچھلے دن اپنے جھونپڑے کا یہی نمبر بتایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کا بیمہ ضرور کرائیں گی۔!"

"اوہ..... خدا غارت کرے..... وہی لڑکی تو نہیں جس کے بال سرخ تھے۔!"

"جی ہاں وہی.....!"

"شاید اس نے تمہیں بھی اُلو بنایا ہے..... تم نے اسے کچھ قرض تو نہیں دیا۔!"

"ساڑھے تین روپے.....!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"غنیمت ہے.....!" بوڑھے نے سر ہلا کر کہا۔ "وہ برابر والے جھونپڑے یعنی ایکسو دس میں مقیم تھی۔!خدا غارت کرے ایسی بے باک لڑکی آج تک میری نظروں سے نہیں گذری۔!"

"اچھا.....!"

"اب کیا بتاؤں.... کیسی سیٹیاں بجاتی تھی مجھے دیکھ کر ذرا میری عمر دیکھو....!"

عمران نے ہولے ہولے اپنی کھوپڑی سہلائی لیکن دیدے نچانے کا ارادہ ملتوی کر دیا....! کیونکہ بوڑھا اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا!

"جی نہیں! یہ قطعی غلط ہے کہ انہوں نے مجھ سے ساڑھے نا روپے دھار۔لیے تھے۔!" عمران نے کہا۔

"آپ انشورنش ایجنٹ ہیں۔!"

"نہیں....؟"

"ابھی تو آپ نے کہا تھا۔!"

"پھر کیا کہتا کہ.... ہپ! کیا بک رہا ہوں....! جی بس میں نے یونہی کہہ دیا تھا۔ دراصل مجھے ان سے ملنا تھا اور بس....! جی ہاں۔!"

"ٹھہریئے....! آخر کوئی بات بھی تو ہو....! وہ اب اُس جھونپڑے میں نہیں ہے۔! منہ اندھیرے ہی کہیں چلی گئی۔! میرا خیال ہے کہ سامان بھی لے گئی ہے۔! میں دراصل کسی ایسے ہی آدمی کی تلاش میں تھا جس سے اس کے متعلق کچھ معلوم کر سکوں۔! آیئے....! اندر آیئے۔!"

عمران کسی پس و پیش کے بغیر اس کے ساتھ اندر چلا گیا!

"بیٹھ جایئے۔!" بوڑھے نے کہا اور اس وقت تک خود بھی کھڑا رہا جب تک کہ عمران بیٹھ نہیں گیا!

عمران اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب اُسے محتاط ہو جانا چاہئے۔! شاید وہ کسی ایسے ہی آدمی سے آٹکرایا ہے جس کا لڑکی سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور تھا۔!

"وہ لڑکی....!" بوڑھے نے طویل سانس لی۔ "یا تو پاگل تھی یا عنقریب پاگل ہو جائے گی۔ جب اس نے مجھے دیکھ کر اشارے کئے تھے اور سیٹیاں بجائی تھیں تو مجھے غصہ آ گیا تھا! میں نے سخت سست کہا تھا اور وہ بولی تھی کہ وہ تو انتقام لے رہی ہے۔ پھر بتایا کہ ایک سنجیدہ اور شریف آدمی چونکہ اسے اسی طرح پریشان کرتا تھا اس لئے وہ بھی ایسے آدمیوں کو بور کرتی پھرے گی; اس سے اس کی توقع نہ رکھتے ہوں۔!"

"اُف فوہ....!" عمران نے احمقانہ انداز میں آنکھیں نکالیں۔ "مگر پولیس۔!"



"پولیس.... میں نہیں سمجھا۔!"

عمران نے لڑکی کی کہانی دہرائی اور بوڑھا متحیرانہ انداز میں سنتا رہا! پھر بولا

"اوہ.... تو وہ اپاہج آدمی جس کی لاش پائی گئی ہے۔!"

"ہاں....! مونا نے یہی بتایا تھا کہ وہ اُسے دیکھ کر سیٹیاں بجاتا تھا اشارے کرتا تھا۔!"

"مگر وہ تمہیں اس کے جھونپڑے تک کیوں لے جانا چاہتی تھی۔!"

"پتہ نہیں۔!"

"ٹھہرو... یہ بتاؤ کہ اس نے یہ باتیں تو تم سے کی تھیں پولیس کو اس کی اطلاع کیسے ہوئی۔!"

"لوگ کہہ رہے تھے کہ اپاہج بہت اچھا آدمی تھا۔! وہ کیا کہتے ہیں اُسے مفلسی.... قلقلی.... ے وہ کیا کہتے ہیں اسے جو بڑی گھماؤ پھراؤ والی باتیں کرتا ہے۔!"

"فلفی....!"

"اوہاں.... فلفی.... فلفی.... وہ کہہ رہے تھے کہ وہ فلفی تھا۔! مجھے تاؤ آ گیا۔ میں نے کہا۔ پکا سور تھا۔! لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹیاں بجاتا تھا، آوازے کستا تھا۔! بس پولیس آفیسر نے دھر لیا مجھے۔!"

"دھر لیا.... یعنی کہ.... میں نہیں سمجھا۔!"

"ارے بڑی مشکل سے جان چھوٹی ہے۔! وہ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ بتاؤ کس لڑکی نے یہ لواس کی تھی۔ میں نے کہا بس ایک لڑکی کو کہتے سنا تھا اگر وہ میرے سامنے لائی جائے تو ضرور پہچان لوں گا۔!"

"تم نے یہ بھی بتایا ہوگا کہ وہ تمہیں لنگڑے کے جھونپڑے تک لے جانا چاہتی تھی۔!"

یک بیک عمران دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹنے لگا۔! زور زور سے گالوں پر دو چار تھپڑ بھی لگائے۔

"ارے.... ارے....!" بوڑھا حقیقتاً بوکھلا گیا!

"کیوں بتایا....! میں نے تمہیں ہی کیوں بتایا.... ہائے میری زبان....!" عمران بدستور سر پر دوہتڑ چلاتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو.... ٹھہرو....!" بوڑھے نے اٹھ کر اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔

"کیا ٹھہروں....! مجھ سے بڑا گدھا شاید ہی آج تک پیدا ہوا ہو۔!"

"نہیں پرواہ مت کرو.... کیا تم نے پولیس کو نہیں بتایا تھا۔!"

"گردن کٹواتا اپنی....؟"

"بہت اچھا کیا....! بھلا اب تم اُسے کہاں ڈھونڈتے پھرتے.... نتیجہ یہی ہوتا کہ پولیہ تمہیں ہی دھرتی....! اچھا تو کیا وہ پچھلی رات تمہارے پاس گئی تھی۔!"

"نہیں....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب اسے کیوں تلاش کرتے پھر رہے ہو۔!"

"یہ بھی پاگل پن ہی ہے۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔! انداز خالص عاشقانہ تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے....! لنگڑے کی موت میں لڑکی ہی کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔!"

"یار بڑے میاں....! ایسی دل دہلانے والی باتیں نہ کرو۔!" عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ ک ہونٹوں پر زبان پھیری اور آہستہ سے بڑبڑایا۔ "کہیں.... میرا ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔!"

"نہیں.... نہیں....! وہ ایسا نہیں کر سکتی۔! مجھے یقین ہے۔ مگر حضرت....!" وہ معنیٰ خ انداز میں سر ہلا کر مسکرایا۔! پھر تھوڑی دیر بعد بائیں آنکھ دبائی اور بولا "دل دے بیٹھے ہو شائد!"

یک بیک عمران کے چہرے پر زلزلے کے آثار نظر آئے۔ نتھنے پھڑک رہے تھے... ہونٹ کانپ رہے تھے اور پھر آنکھوں میں آنسو بھی تیرنے لگے اور اُس نے جھپاک سے منہ چ کر رونا بھی شروع کر دیا۔ بس انداز ایسا تھا جیسے اس طرح رو پڑنے پر شرمندگی بھی ہو لیکن ا سے باز رہنا بھی اس کے بس سے باہر ہو۔!

"ارے.... ارے.... نہیں! ٹھہرو سنو....! ننھے بچے....!" بوڑھا اٹھ کر اس کا شا تھپکنے لگا۔! "آہ.... میں جانتا ہوں.... یہ لمحات کتنے جان لیوا ہوتے ہیں۔! مجھے تم سے ہمدرد ہے.... ہر اس آدمی سے ہمدردی ہے جو محبت کرتا ہے.... یہ آنسو نہیں ہیں.... ستارے ہ جو کبھی تمہاری روح سے گذرتے تھے۔!"

عمران پھوٹ پھوٹ کر روتا اور سوچتا رہا۔ بڑی محنت کرنی پڑ رہی ہے تمہارے لئے بوڑ بیٹے.... سودا مہنگا رہے گا۔ پتہ نہیں تم لوگ مجھے کس چکر میں پھانسنا چاہتے تھے۔! مگر طوفان۔ کھیل بگاڑ دیا اور اب بھی تم کسی چکر میں ہو۔! گویا تمہیں توقع تھی کہ گیراج کے ذریعہ جھونپڑے



پتہ لگا کر میں یہاں ضرور آؤں گا۔ ہو سکتا ہے کہ لڑکی سے ملاقات اتفاق ہی پر مبنی رہی ہو۔! لیکن بعد میں یقینی طور پر مجھے کسی سازش کا آلہ کار بنانے کی اسکیم تیار کی گئی تھی۔!

"اوہو....! اب چپ بھی ہو جاؤ۔! لڑکی یقیناً شریر تھی۔! لیکن وہ کسی کو قتل نہیں کر سکتی۔ میں اپنے ساٹھ سالہ تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ وہ معصوم تھی۔! ممکن ہے کہ شرارتاً اس نے لنگڑے کی مونچھیں صاف کر دینے کی اسکیم بنائی ہو مگر تم کہتے ہو کہ اس کی مونچھیں نقلی تھیں۔!"

"ہاں.... ہاں....! آفیسر یہی کہہ رہا تھا۔! وہ تو کہہ رہا تھا کہ وہ آدمی اپاہج بھی نہیں تھا۔! دونوں ٹانگیں ٹھیک تھیں۔!"

"خدا جانے بھئی....! مگر وہ لڑکی.... کوئی خراب لڑکی نہیں ہو سکتی۔ بس تم اسے شریر کہہ سکتے ہو۔!"

"مگر اب میں کیا کروں۔!" عمران دردناک آواز میں بولا۔ "پولیس نے مجھ پر پابندی عائد کر دی ہے....! میں کیمپ سے اس وقت تک نہیں جا سکوں گا جب تک کہ پولیس اجازت نہ دے۔ گویا قیدی ہوں۔! میرا ملازم بھی بھاگ نکلا۔!"

"بھاگ نکلا....!"

"جی ہاں....! مجھے پولیس کے نرغے میں دیکھ کر کھسک گیا۔! کم بخت حبشی....! آئندہ کے لئے کان پکڑے کہ اب کسی نیگرو کو کبھی ملازم نہیں رکھوں گا۔! کم بخت سیدھا گھر جائے گا۔! نہیں ہرگز نہیں اس سے ایسی حماقت سرزد نہیں ہوگی۔! گھر جا کر بتائے گا تو خود اسی کی کھال گرا دی جائے گی کہ وہ مجھے اس مصیبت میں چھوڑ کر بھاگ کیوں آیا۔!"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے صاحب زادے...! خدا کرے تم پولیس کے چکر سے محفوظ رہو۔! ویسے پولیس سے کوئی بات چھپانا اچھا نہیں ہوتا۔! اچھا ٹھہرو.... مجھے سوچنے دو۔!"

عمران ایسے عقیدت مندانہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے وہ اسے نجات کا راستہ دکھانے والا ہو۔!

کچھ دیر بعد بوڑھا چٹکی بجا کر بولا۔ "اونہہ کیا بڑی بات ہے۔! میں شہادت دوں گا کہ اس نے اپاہج کے متعلق یہاں افواہیں پھیلائی تھیں اور ہم دونوں ہی کو اس پر آمادہ کیا تھا کہ ہم اس سے بدلہ لینے میں اس کی مدد کریں۔ کیوں کیسی رہی۔!"

"نہیں۔!" عمران کانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "خواہ مخواہ کوئی نئی مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔!"

"تمہاری مرضی....! ویسے میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں پولیس نے پریشان کیا تو میں ہر طرح تمہاری مدد کروں گا۔! بہتیرے بڑے حکام سے میرے اچھے تعلقات ہیں۔! مگر تم کہاں رہتے ہو۔ کیا کرتے ہو۔ کس خاندان سے تعلق ہے تمہارا۔!"

"میں پڑھتا ہوں۔! لیکن یہ ہرگز نہیں بتاؤں گا کہ کس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ خاندان کی بدنامی ہوگی۔ میں نے پولیس کو بھی نہیں بتایا....! کبھی نہیں بتاؤں گا خواہ پھانسی ہی پر کیوں نہ چڑھادیں۔!"

"شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"اچھا تو پھر اب میں جاؤں۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"اچھی بات ہے۔!" بوڑھا اٹھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "اگر کوئی دشواری پیش آئے تو مجھے مت بھولنا۔!"

عمران باہر نکل آیا۔! وہ جانتا تھا کہ اب پولیس خاص طور پر اس میں دلچسپی لے گی۔ سازش کرنے والے اسے پوری طرح پھنسانے کی کوشش کریں گے۔!

تفتیش کے دوران وہ خود ہی بول پڑا تھا۔ اس لئے پولیس کی نظر میں آیا تھا۔ اگر نہ بولتا تب بھی ایسے حالات پیدا کئے جاتے کہ پولیس اس کی طرف متوجہ ہو جاتی۔!

اب وہ اپنی دانست میں ایک دلچسپ کھیل کا آغاز کرنے جارہا تھا۔!

اسے سازش کا شبہ پہلے ہی سے تھا اس لئے جوزف کو شہر روانہ کرنے سے پہلے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ وہ گاڑی سے میک اپ کا سامان نکال کر کہاں چھپادے گا۔! اور اس وقت جھونپڑے سے نکلنے سے قبل وہ ساری چیزیں ساتھ لے لی تھیں جن سے اس کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔ بقیہ سامان وہیں پڑا رہنے دیا تھا۔ جوزف گاڑی لے گیا تھا اور اب اسے واپس نہیں آنا تھا۔!

چونکہ وہ بھی اس کے ساتھ دیکھا گیا تھا اس لئے عمران نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے یہاں سے ہٹا ہی دے۔!



صفدر اور جولیا عمران کو تلاش کرنے میں ناکام رہے تھے۔! لیکن یہاں پہنچنے پر اس طرح طلب کئے جانے کا مقصد تو معلوم ہی ہو گیا تھا۔!

کیمپ میں پولیس کو ایک ایسے احمق کی تلاش تھی جو پولیس آفیسر کی تنبیہ کے باوجود بھی جھونپڑے میں اپنا سامان چھوڑ کر غائب ہو گیا تھا۔!

اب اس وقت جولیا بھی عمران کی تلاش میں تھی اور صفدر لاش کے متعلق معلومات فراہم کرتا پھر رہا تھا۔!

شام کو صفدر واپس آیا۔! جولیا تھک ہار کر جھونپڑے میں آ بیٹھی تھی۔!

"ہمیں اب کیا کرنا چاہئے۔!" جولیا بولی۔ "اس کا تو کہیں بھی پتہ نہیں....! جھونپڑے میں سامان چھوڑ کر غائب ہو گیا.... پولیس اُس کی تلاش میں ہے۔!"

"یہیں ٹھہرنا پڑے گا۔! کیس خاصا دلچسپ ہے۔! لیکن اس کا تعلق ہمارے محکمے سے نہیں ہو سکتا۔! یہ حضرت خواہ مخواہ ہر معاملے میں ٹانگ اڑاتے پھرتے ہیں۔!"

"پیدائشی احمق بن کر رہ گیا ہے۔!"

"اب سنو لاش کے متعلق۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اندھیرے میں باہر نکلا ہوگا اور کرسی سمیت کھڈ میں جا پڑا ہوگا۔ لیکن ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ کھڈ میں گرنے سے پہلے ہی موت واقع ہوئی تھی اور وہ اپاہج ہرگز نہیں تھا۔! پیروں میں توانائی تھی۔ اور مونچھوں کی عدم موجودگی میں وہ سعدی اینڈ سنز کا ٹریولنگ ایجنٹ ہی ہو سکتا ہے۔! سعدی اینڈ سنز کے مینجنگ ڈائریکٹر نے لاش شناخت کرلی ہے۔! بحیثیت ٹریولنگ ایجنٹ بھی اس کا نام داور ہی تھا۔! پرسوں اس نے اس کے شوروم سے چالیس ہزار کے جواہرات چرائے تھے اور غائب ہو گیا تھا۔! لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے اپاہج کا بھیس اس لئے اختیار کیا تھا کہ اس چوری کے سلسلے میں پولیس کی نظر سے بچ سکے۔! میٹرو ہوٹل کے منیجر کا بیان ہے کہ وہ اسے ایک اپاہج کی حیثیت سے بہت دنوں سے جانتا تھا۔!"

"کیا یہ ممکن ہے کہ یہ محض بکواس ہو۔!" جولیا بولی۔ "مطلب یہ کہ منیجر کا بیان غلط بھی ہو سکتا ہے۔ پرسوں وہ پہلی ہی بار یہاں آیا ہو۔! چالیس ہزار کے ہیروں کے لئے اسے قتل کر کے

کھڈ میں پھینک دیا گیا اور اب کیس میں پیچیدگیاں پیدا کی جارہی ہیں۔!"

"پولیس کا یہی خیال ہے کہ وہ ان ہیروں ہی کی وجہ سے مارا گیا ہوگا۔! دو تین نگینے بھی برآمد ہوئے ہیں جھونپڑے سے۔ ایس پی کے خیال کے مطابق جھونپڑے میں غالباً حملہ آور کو مرنے والے سے ہاتھاپائی بھی کرنی پڑی تھی اور پھر اس نے اس کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ لیکن منیجر کے بیان پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔! سینکڑوں شہادتیں گذر چکی ہیں کہ وہ پہلے بھی یہاں ایک اپاہج ہی کی حیثیت سے آتا رہا ہے۔!"

"تب پھر یقینی طور پر ہمیں الجھاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ مگر وہ مردود کہاں جامرا۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ جولیا بھی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "اگر وہ پہلی بار یہاں ایک اپاہج کے بھیس میں آیا ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ جواہرات کی چوری کے بعد پکڑے جانے کے خوف سے اس نے بھیس بدلا ہوگا۔ لیکن جب کہ وہ پہلے بھی اس بھیس میں آتا رہا تھا.... کیا خیال ہے تمہارا۔!"

"فی الحال میں صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ یہ حضرت کیوں اپنی ٹانگ پھنسا بیٹھے....! معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ اپاہج کی شرافت اور علمیت کے قصیدے پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ بول پڑے سب بکواس ہے۔ وہ تو لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹیاں بجایا کرتا تھا اور ان پر آوازے کستا تھا۔! پولیس آفیسر نے پوچھ گچھ کی تو فرمایا کہ کسی لڑکی کو کہتے سنا تھا اگر وہ سامنے آجائے تو اسے پہچان لیں گے۔!"

یک بیک جولیا اچھل پڑی....! اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔!

"کیا بات ہے۔!" صفدر بھی بوکھلا کر اٹھا۔! جولیا جھک کر فرش سے سرخ رنگ کا ایک لفافہ اٹھا رہی تھی۔!

"یہ کیا....؟" صفدر نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"پشت سے ٹکرایا تھا۔ شاید کسی نے باہر سے پھینکا ہے۔!"

صفدر دروازے کی طرف جھپٹا....! مگر باہر سناٹا تھا۔!

پھر وہ مڑ کر جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔ جولیا نے لفافے سے کسی کی تحریر نکالی تھی اور اُسے بغور دیکھ رہی تھی۔! کچھ دیر بعد اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی۔



"میرا خیال ہے کہ وہ کسی راہ پر لگ گیا ہے۔!" اس نے صفدر کی طرف خط بڑھاتے ہوئے کہا۔

تحریر یقینی طور پر عمران کی تھی۔! لیکن اس نے نیچے اپنے دستخط نہیں کیے تھے۔! اس نے لکھا تھا۔!

"صفدر....! سرخ رنگ کے ایکسو گیارہویں جھونپڑے میں ایک بوڑھا ہے اس پر کڑی نظر رکھو۔! جولیا تم سردار گڈھ جاؤ۔ وہاں سے چوہان اور نعمانی کو فون پر ہدایت کرو کہ وہ سعدی اینڈ سنز کے منیجنگ ڈائریکٹر کے متعلق چھان بین کریں۔! سردار گڈھ سے واپسی پر تمہیں میٹرو ہوٹل کے منیجر سے رابطہ بڑھانا ہے۔! فون پر تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔! چوہان یا نعمانی سے رابطہ قائم کر کے صرف اتنا کہہ دینا کہ وہ اس سلسلے میں آج کا ڈیلی میل دیکھ لیں۔!"

صفدر نے کاغذ کو پرزے پرزے کرتے ہوئے ایک سانس لی۔

"میرا خیال ہے کہ میں سعدی اینڈ سنز کے منجی کو جانتی ہوں۔! لیکن اس کے متعلق چھان بین کی ضرورت کیوں پیش آگئی۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔! اس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔!

ہر ہوٹل میں ایک ریکریشن ہال بھی تھا۔! ان ہالوں کی تعمیر میں بھی صرف لکڑی ہی استعمال کی گئی تھی۔! بڑا عجیب ماحول ہوتا تھا یہاں کا....! میزوں پر گاڑھا سیاہ قہوہ سرو کیا جاتا تھا اور تلخ تمباکو والے سگاروں کا دھواں چاروں طرف چکراتا پھرتا۔! اس میں رنگین ملبوسات کی خوشبوئیں بھی شامل ہوتیں۔! آرکسٹرا مختلف قسم کے نغمات بکھیرتا اور ہلکے بھاری سریلے قہقہے فضا میں ارتعاش پیدا کرتے۔

صفدر ایک سو گیارہویں جھونپڑے والے بوڑھے کا تعاقب کرتا ہوا میٹرو کے ریکریشن ہال تک آیا تھا۔! یہاں میزیں بھر چکی تھیں۔! ایسے مواقع پر لوگ عموماً پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں سے اجازت طلب کر کے ان کے ساتھ بیٹھ جایا کرتے تھے۔! بوڑھا بھی ایسی ہی ایک میز کی طرف بڑھا جس پر دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے۔! بوڑھے نے آہستہ سے کچھ کہتے ہوئے تیسری کرسی سنبھال لی تھی۔! صفدر کو قریب کوئی خالی میز نہ ملی! ہر میز کی چاروں کرسیاں انگیج تھیں۔ کچھ ایسے بھی نظر آئے جو ادھر اُدھر دیواروں سے ٹکے کھڑے ہوئے تھے۔ ہال کے وسط میں رمبا چل رہا تھا۔!

صفدر بھی دیوار ہی سے ٹک کر کھڑا ہو گیا۔! مگر وہ بڑی بوریت محسوس کر رہا تھا۔!

بوڑھے نے جیب سے سگریٹ کے دو پیکٹ نکالے۔! ایک میز ہی پر رکھ دیا اور دوسرے کو کھول کر بقیہ تین آدمیوں کی طرف بڑھا دیا تھا۔! انہوں نے مسکرا کر انکار میں سر ہلائے اور بوڑھا خود ایک سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔!

صفدر نے محسوس کیا کہ وہ چاروں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہی ہیں لیکن کچھ دیر بعد بوڑھا کسی جھکی مقرر کی طرح انہیں بور کرتا نظر آیا۔! وہ بڑے انہاک سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔! آرکسٹرا کے شور کی وجہ سے صفدر اندازہ نہ لگا سکا کہ موضوع گفتگو کیا تھا۔!

کچھ دیر بعد ان میں سے ایک آدمی اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔! لیکن بوڑھے نے باتوں کی جھر میں اس کی طرف توجہ تک نہ دی۔! ویسے صفدر نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اٹھ کر جانے والا بوڑھے کے لائے ہوئے سگریٹ کے پیکٹوں میں سے ایک بڑی صفائی سے پار کر لیا گیا تھا۔!

بوڑھے نے دوسرے پیکٹ سے سگریٹ نکال کر اسے ختم ہوتے ہوئے سگریٹ سے لگایا اور پھر اس کے ہونٹ ہلنے لگے۔ دونوں ہاتھ رہ رہ کر اس طرح جنبش کرتے جیسے وہ اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے جسمانی قوت بھی صرف کر رہا ہو۔!

بیس منٹ گذر گئے اور صفدر وہیں کھڑا ہال کے وسط میں تھرکنے والے رقاصوں کو دیکھتا رہا۔! کبھی کبھی بوڑھے کی طرف بھی متوجہ ہو جاتا۔!

یک بیک وہی لمبی ناک والا پھر دروازے میں نظر آیا جو کچھ دیر پہلے بوڑھے کی سگرٹوں کا پیکٹ اڑا لے گیا تھا۔! صفدر نے اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے۔! لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے وہ پھر اسی میز کی طرف آ رہا تھا۔!

قریب آ کر اُس نے بوڑھے سے کچھ کہا اور بوڑھا اس انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے یہ دخل اندازی اسے گراں گذری ہو۔!

اتنے میں آرکسٹرا کی موسیقی تھم گئی اور صفدر نے بوڑھے کی آواز صاف سنی۔! جو کہہ رہا تھا۔ "میری کال ہے.... اوہ.... اچھا شکریہ۔!"

ساتھ ہی وہ بقیہ دو آدمیوں سے معذرت کر کے اٹھ گیا تھا۔! صفدر نے دونوں کو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھا۔! رقاصوں کی بھیڑ گیلریوں کی طرف سمٹ رہی تھی۔ صفدر اپنے لئے



راستہ بناتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا۔! دونوں باہر نکل چکے تھے۔! صفدر ان سے بیس یا بائیس قدم کے فاصلے پر رہا ہو گا۔

جھونپڑوں کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے اور صفدر ایک قریبی جھونپڑے کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔! یہاں اتنی تاریکی تھی کہ ان کی شکلیں صاف نظر نہیں آ رہی تھیں۔!

"کیا بات ہے....!" بوڑھے کا لہجہ غصیلا تھا۔!

"پپ.... پیکٹ.... جناب....!" لمبی ناک والا ہکلایا۔

"کیا بکواس ہے.... جلدی کہو....!"

میں پیکٹ جیب میں ڈال کر ادھر ہی سے گذر رہا تھا کہ کسی سے ٹکرا گیا....! دونوں گر پڑے.... میں نے اُسے بُرا بھلا کہا.... لیکن وہ معافی مانگ کر آگے بڑھ گیا۔ پھر کچھ دور چل کر میں نے جیب ٹٹولی تو.... پپ.... پیکٹ....!"

"غائب تھا....!" بوڑھا غرایا.... "کہاں ٹکرائے تھے....!"

"ٹھیک.... اسی جگہ.... یہیں جناب....!"

صفدر کو کچھ دیر بعد کسی ٹارچ کا روشن دائرہ آس پاس رینگتا ہوا نظر آیا اور وہ تیزی سے پیچھے کھسک گیا۔! اس حد تک کہ اتفاقاً بھی روشنی کی پہنچ سے دور ہی رہے۔!

"احمق.... آدمی....!" اس نے بوڑھے کی آواز سنی۔! "اگر وہ تمہارے جیب سے گرا ہوتا تو یہیں ہوتا۔!"

"سس.... سمجھ میں نہیں آتا....!"

"دفع ہو جاؤ....!" بوڑھے کی آواز غصے کی شدت سے کانپ رہی تھی۔ "اپنے جھونپڑے سے اس وقت تک باہر نہ نکلنا جب تک کہ دوسری ہدایات نہ ملیں۔!"

صفدر نے صرف ایک آدمی کے قدموں کی آوازیں سنیں جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھیں اس کا مطلب یہی تھا کہ بوڑھا وہیں رک گیا تھا۔! صفدر نے بھی اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔ دور ہوتے ہوئے قدموں کی آوازیں بالآخر سناٹے میں مدغم ہو گئیں اور پھر کچھ دیر بعد اُسے بوکھلا کر کچھ اور پیچھے ہٹ آنا پڑا۔ کیونکہ شائد بوڑھا اسی طرف چل پڑا تھا۔

پھر پتہ نہیں کیوں آوازیں دوسری طرف بڑھتی چلی گئیں۔!

---

لیفٹیننٹ چوہان سعدی اینڈ سنز کے شوروم میں ایک شوکیس پر جھکا ہوا جواہرات کی انگشتریاں دیکھ رہا تھا۔! آنکھیں انگشتریوں پر تھیں لیکن دھیان نجمی اور ایک آدمی کی طرف.... نجمی پستہ قد اور فربہ اندام تھا! عمر پچاس کے لگ بھگ تھی۔! شفاف کھوپڑی نے چہرے کی گولائی کو تقریباً مکمل کردیا تھا۔ آنکھیں معمول سے چھوٹی تھیں۔! کھوپڑی ہی کی طرح چہرہ بھی صاف تھا۔! پتہ نہیں کیوں اسے دیکھ کر چوہان نے سوچا تھا کاش بھنویں بھی غائب ہوتیں۔

نجمی دوسرے آدمی سے کہہ رہا تھا....! "بلاشبہ وہ داور ہی کی لاش تھی۔ مگر میرے خدا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس حال میں ملے گا۔! اوہ.... اُوہ....! اور پھر سنئے....! حیرت پر حیرت....! وہ پہلی بار وہاں اس بھیس میں نہیں گیا تھا! سالہا سال سے میٹرو کا منیجر اسے ایک اپاہج آدمی کی حیثیت سے جانتا تھا۔! اگر یہ کہا جائے کہ پولیس کی زد سے بچنے کے لئے اس نے اس چوری کے بعد بھیس بدلا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی اسی بھیس میں وہاں کیوں جاتا رہا تھا۔!

"مگر ہیرے غائب کیسے ہوئے تھے۔!" دوسرے آدمی نے پوچھا۔

"ارے بھئی بس کیا بتاؤں....! وہ یہاں اس میز کی دراز میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ آیا تھا اور یہیں بیٹھ کر مجھے اپنی آرڈر بک دکھانے لگا تھا۔! اندر فون کی گھنٹی بجی تھی اور میں صرف دو منٹ کے لئے چلا گیا تھا۔ پھر واپسی پر میں نے اس سے کافی دیر تک گفتگو کی تھی اور اس کے چلے جانے کے بعد دراز کھول کر دیکھا تو ہیرے غائب تھے۔!"

"کیا یہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔!"

"ہو سکتا ہے کہ ہیرے اس کے آنے سے پہلے ہی غائب ہوئے ہوں۔!"

"ناممکن.... میں نے انہیں نکالنے کے لئے دراز کھولی ہی تھی کہ وہ آگیا تھا۔ میں دراصل انہیں تجوری میں رکھنا چاہتا تھا۔! بہر حال اس کے آجانے پر میں نے دراز پھر بند کردی تھی۔! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس وقت تک ہیرے موجود تھے۔! ارے بھئی ہیرے اُسی نے چرائے تھے۔! ورنہ دو تین نگینے اس کے ہالی ڈے کیمپ والے جھونپڑے سے کیسے برآمد ہوتے۔!"

"ان تین آدمیوں کا کیا حشر ہوا جو یہاں کاؤنٹر پر موجود تھے۔!"



"تینوں حراست میں ہیں۔" نجمی ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "پولیس کا خیال ہے کہ ان تینوں میں سے یقینی طور پر کوئی اس چوری سے واقف تھا اور وہی اس کی موت کا باعث بھی بنا ہوگا۔! ہیرے حاصل کرنے کے سلسلے میں اُسے قتل کردیا۔!"

"میرا بھی یہی خیال تھا کہ پولیس نے ان تینوں کو نظر انداز کیا ہوگا جو اس وقت کاؤنٹر پر موجود تھے۔!" دوسرے آدمی نے کہا۔

"مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ داور دوہری زندگی کیوں گذار رہا تھا۔ اس کی صحت قابلِ رشک تھی۔ لیکن وہ ایک تفریح گاہ میں پہنچ کر اپاہج بن جاتا تھا۔!"

"کہیں تم نے پہچاننے میں غلطی نہ کی ہو۔!"

"ناممکن.... وہ داور ہی تھا۔!"

"اچھا....! چوری کا علم ہو جانے کے بعد تم نے کیا کیا تھا۔!"

"پہلے یہاں پوچھ گچھ کی تھی پھر داور کی قیام گاہ پر گیا تھا۔! کچھ دیر تک گھنٹی بجاتا رہا تھا۔ پھر پانچ منٹ تک اندر سے جواب نہ ملنے پر دروازے کا ہینڈل گھما کر دھکا دیا تھا۔ دروازہ مقفل نہیں تھا۔ لیکن وہاں کیا تھا.... خاک اڑ رہی تھی۔ وہ سامان سمیت غائب تھا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔ بہت عجیب....! آخر اپاہج کے بھیس میں رہنے کا کیا مقصد تھا۔!"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا....!" نجمی اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔

---

عمران نے اُجالے میں پہنچ کر سگریٹ کا پیکٹ کھولا۔ لیکن وہ خالی تھا۔ البتہ اسے اندر ایک بے سروپا تحریر نظر آئی۔!

"سرخ زلفوں کی چھاؤں میں سرخ گردن ہی مناسب رہے گی۔!"

تو یہ کسی قسم کا پیغام تھا۔! عمران نے سوچا.... اور پھر اس لمبی ناک والے کی طرف متوجہ ہو گیا جو اَب بوڑھے کے ساتھ ریکریئیشن ہال سے برآمد ہو رہا تھا۔ ان کے پیچھے بھی نظر آیا۔!

پھر وہ ٹھیک وہیں پہنچ کر رکے جہاں عمران لمبی ناک والے سے ٹکرایا تھا۔!

اس نے ان دونوں کی گفتگو بھی سنی اور اندازہ کرلیا کہ بوڑھا اس واقعہ سے واقف ہونے کے بعد سے کسی قدر نروس ہو گیا ہے۔!

پھر جب بوڑھے نے لمبی ناک والے کو اس کے جھونپڑے ہی تک محدود رہنے کا حکم دیا! عمران نے سوچا کہ اب بوڑھے پر خود ہی نظر رکھنی چاہئے۔

دوسری طرف صفدر جھونپڑے کی اوٹ میں چھپا ہوا قدموں کی آواز کی سمت کا تعین کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔! یک بیک اُس نے عمران کی بھرائی ہوئی آواز سنی....! اب تم اپنے جھونپڑے میں واپس جاؤ۔!"

لیکن قبل اس کے کہ صفدر کچھ کہتا عمران تیزی سے آگے بڑھ گیا۔!

اب وہ خود ہی بوڑھے کا تعاقب کر رہا تھا۔!

بوڑھا اپنے جھونپڑے کی طرف جانے کی بجائے ٹیکسیوں کے اڈے کی طرف آیا۔ اس وقت عمران اس کے قریب ہی تھا۔! لیکن بھلا پہچانا کیسے جا سکتا تھا۔ جب کہ اس کی ناک کی بناوٹ قطعی طور پر بدل گئی تھی اور گھنی مونچھوں نے نچلے ہونٹ کا بھی کچھ حصہ چھپا لیا تھا۔!

"سردار گڈھ ....!" بوڑھے نے ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی حرکت میں آگئی۔!

قریب ہی کی دوسری ٹیکسی عمران کے کام آئی۔!

"اس ٹیکسی کے پیچھے لگے رہو.... دوگنا کرایہ....!" اس نے ڈرائیور کو ہدایت دی۔!

بوڑھے نے سردار گڈھ کی حدود میں داخل ہوتے ہی ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے قریب ٹیکسی رکوائی اور اتر کر بوتھ میں آیا!

یہاں کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "ہیلو.... کون.... مونا.... دیکھو.... میں اٹھائیس بول رہا ہوں....! رینڈل میں فوراً پہنچو....! میں وہیں ملوں گا اوکے.... اسٹاپ....!"

وہ سلسلہ منقطع کر کے بوتھ سے باہر آیا اور پھر ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔!

اب ٹیکسی سردار گڈھ کی سب سے زیادہ پُر رونق سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک ایسی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی جس کے سائن بورڈ پر رینڈل تحریر تھا۔!

رینڈل سردار گڈھ کے بہترین نائٹ کلبوں میں سے تھا۔ تین بجے سے پہلے یہاں کی رونق



[illegible] رہا ہی دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔! لیکن یہ صرف اونچے ہی طبقے کے لوگوں کی تفریح گاہ تھی۔!

بوڑھا ٹیکسی سے اتر کر ہال میں آیا۔! چند ویٹروں نے اس کا استقبال ایسے ہی انداز میں کیا جیسے مستقل گاہک ہو۔! اس نے ایک ایسی میز کا انتخاب کیا جس کے آس پاس کی میزیں بھی خالی ہی تھیں۔! دس منٹ سے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ سرخ بالوں والی لڑکی تیر کی طرح میز کی جانب آئی تھی۔!

"کوئی خاص بات....!" اس نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"بہت ہی خاص....!" بوڑھے نے اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا....! لیکن لڑکی اسے گھور رہی تھی۔! چند لمحے خاموش رہی پھر بوڑھے نے کہا۔ "کس گدھے نے تم سے کہا تھا کہ تم کسی ایسے آدمی کو الجھانے کی کوشش کرو، جو خود ہی پولیس کو بیان دے بیٹھے۔!"

"بیان دے بیٹھے....! کیا مطلب....!"

"اسکیم یہ تھی کہ ہم اس تک پولیس کی رہنمائی کرتے.... اور تب وہ بیان دیتا۔!"

"مگر یہ ہوا کیسے....!"

"پہلے اس نے سب کچھ بک دیا تھا۔! پھر تمہاری تلاش میں نکلا تھا اور تم سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے گیراج میں میرے جھونپڑے کا نمبر درج کرا دیا تھا۔!"

"تمہارے جھونپڑے کا نمبر....! نہیں تو.... میں نے ایک سو گیارہ درج کرایا تھا۔!"

"احمق....! ایک سو دس تھا تمہارے جھونپڑے کا نمبر۔ ایک سو گیارہ درج کرایا تھا۔!"

"اوہ.... تب تو واقعی....!" لڑکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ پھر چونک کر بولی "کیا پولیس نے چیک کیا تھا۔!"

"نہیں.... وہی تلاش کرتا ہوا پہنچا تھا۔!"

"اور پولیس کو بیان دینے خود ہی دوڑ گیا تھا۔!"

"نہیں....! پولیس میٹرو کے منیجر سے پوچھ گچھ کر رہی تھی۔! یہ خواہ مخواہ بول پڑا۔" بوڑھے نے پورا واقعہ دہرایا اور لڑکی ہنس پڑی۔ پھر کچھ دیر بعد سنجیدگی سے بولی۔ "میں نہیں جانتی تھی کہ وہ اتنا زیادہ احمق ثابت ہوگا۔! بس اتفاقاً ایک ایسا ہی آدمی مل گیا تھا جس کی تلاش تھی۔!"

میں نے سوچا چلے گا۔ مگر ٹھہرو....! تم اس کے گرد اپنا جال مضبوط کر سکتے تھے اگر وہ تمہارے پا
پہنچ گیا تھا۔!"

"ہونہہ.... کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں نے ایسا نہ کیا ہوگا۔!"

"پھر اب کیا دشواری ہے۔!"

"وہ غائب ہو گیا....! حالانکہ ایس پی نے اُسے ہدایت کی تھی کہ وہ پولیس کو اطلاع د
بغیر کیمپ نہ چھوڑے۔!"

"اوہ تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔! اب تو پولیس بہر حال اسی کی راہ پر لگ جائے گی۔!

"ہوں.... اوں....!" بوڑھا کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "دیکھا جائے گا.... چلو اٹھو....! ا
دوسری اسکیم ہے۔!"

"اب کہاں چلنا ہے۔!"

"آج دوسری جگہ میٹنگ ہوگی۔!"

وہ دونوں اٹھ گئے....! بوڑھے نے اس بار ٹیکسی نہیں لی۔! حالانکہ کمپاؤنڈ کے باہر ہی
خالی ٹیکسیاں موجود تھیں۔! وہ ایک جانب پیدل ہی چل پڑے۔

سردار گڈھ کی شہری آبادی کا پھیلاؤ زیادہ نہیں تھا۔! جلد ہی وہ سنسان اور تاریک پہاڑ
کے درمیان نظر آئے....! بوڑھے نے ٹارچ روشن کر لی تھی۔

"کہاں جانا ہے بھئی....!" لڑکی منمنائی۔

"بس پہنچ گئے۔!"

ٹارچ کا دائرہ ایک چھوٹی سی عمارت پر ٹھہر کر کپکپایا۔!

"اوہو....!" لڑکی کے لہجے میں حیرت تھی۔ "میں تو یہاں پہلے کبھی نہیں آئی۔!"

"نہ آئی ہوگی۔!" بوڑھے نے لاپروائی سے کہا۔ "بہتری جگہوں سے سب واقف
ہیں۔!" دروازہ مقفل تھا....! بوڑھے نے جیب سے کنجیوں کا لچھا نکالا۔ ایک کنجی منتخب کی اور
کچھ دیر بعد دروازہ ہلکی سی چڑچڑاہٹ کے ساتھ کھلا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ عرصے
کھولا گیا ہو۔!

"اوہ تو ہم سب سے پہلے پہنچے ہیں۔!" لڑکی بڑبڑائی۔ "دوسرے لوگ کب آئیں گے۔!"



"آ ہی جائیں گے۔!"

یک بیک لڑکی اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔!

"کیا بات ہے....!" بوڑھا مڑا۔

"میں اندر نہیں جاؤں گی۔!"

"کیوں....؟" آواز میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔!

"تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔!"

"چلو....!" بوڑھے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں جاؤں گی۔!" لڑکی حلق کے بل چیخی۔!

لیکن بوڑھا اسے کسی بکری کے بچے کی طرح گھسیٹتا ہوا اندر لے جا رہا تھا۔! نہ اس نے ٹارچ
شن کی تھی اور نہ دروازہ بند کرنے کے لئے رکا تھا۔

ایک جگہ اس نے ٹارچ روشن کی اور رُک گیا....! یہ ایک کافی کشادہ کمرہ تھا۔! لڑکی اب بھی
تھ چھڑا لینے کے لئے زور لگا رہی تھی۔!

دفعتاً بوڑھا ہنس پڑا۔

"احمق....! تم بالکل ننھی منی بچی ہو....! مجھے ایسے مذاق بہت پسند ہیں، جو اچانک دوسروں
بوکھلا دیں تم واقعی ڈر گئیں....!"

بوڑھا ہنستا رہا اور لڑکی بڑبڑاتی رہی....! بوڑھے نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔!

"اچھا اب ذرا وہ کیروسین لیمپ روشن کر دو....! میں دوسروں کے لئے نشان بنا آؤں۔
ہاں سے سگنل ملے بغیر وہ نہیں آئیں گے۔!"

بوڑھے نے دیا سلائی کی ڈبیہ جیب سے نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

"میں اس قسم کے لغو مذاق نہیں پسند کرتی۔!" لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا اور کیروسین
پ روشن کرنے کے لئے آگے بڑھی۔! بوڑھا اس وقت تک ٹارچ کا بٹن دبائے رہا جب تک کہ
ال کیروسین لیمپ کی زرد روشنی نہیں پھیل گئی....! پھر وہ دروازے سے نکل گیا۔!

لڑکی وہیں کھڑی رہی....! اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ پھر وہ شاید دروازہ بند
نے ہی کی آواز تھی جسے سُن کر وہ اچھل پڑی تھی۔! اور ایک لحظہ کے لئے اس کے چہرے پر

خوف کا سایہ سا نظر آیا تھا۔

بوڑھا غالباً واپس آ رہا تھا....! وہ قدموں کی آواز سن رہی تھی....! اُس کی مٹھیاں نہ جا کیوں سختی سے بھنچتی چلی گئیں۔!

وہ کمرے میں داخل ہوا....! اس کا دُبلا سا چہرہ اب کچھ اور لمبا نظر آنے لگا تھا۔! آنکھ حلقوں میں ساکت تھیں۔! لڑکی نے جھرجھری سی لی۔ پتہ نہیں کیوں اُسے ایسا محسوس ہو، جیسے بوڑھے کی شخصیت ہی بدل گئی ہو۔!

"بالوں کے متعلق تمہیں کیا ہدایات ملی تھیں....!" بوڑھا غرایا۔

"میں نے ضروری نہیں سمجھا تھا کہ انہیں تباہ کر لوں۔!"

"ہوں....! لیکن یہ بہت ضروری تھا۔! سرخ بال یہاں عام نہیں ہیں.... اگر یہ وقتی طو خضاب سے سیاہ کر لئے جاتے تو یہ دشواریاں پیدا نہ ہوتیں۔!"

"کون سی دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں۔!" لڑکی کا لہجہ طنزیہ تھا۔!

"سرخ بال جو عام نہیں ہیں۔ حبشی ملازم جو عام نہیں ہے.... اور میرا خیال ہے کہ وہ ا بھی غیر معمولی ہی تھا۔!"

"میں نہیں سمجھتی تم کیا کہنا چاہتے ہو....!" لڑکی جھنجھلا گئی۔!

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم کیمپ میں بہت زیادہ دیکھی گئی ہو....! کچھ لوگوں نے ت احمق کے ساتھ بھی دیکھا تھا۔! احمق کے ساتھ انہوں نے دو غیر معمولی چیزیں دیکھی تھ سرخ بال اور حبشی ملازم.... پولیس تینوں کی تلاش میں ہے۔ تم سے کہا گیا تھا کہ تم کسی آدمی کا انتخاب کرو جو فوری طور پر اپنی طرف توجہ مبذول کرانے والا نہ ہو۔! لیکن.... تم..

بوڑھا خاموش ہو کر اسے گھورنے لگا.... لڑکی بھی خاموش تھی....! اس کے ہونٹ سے بھنچے ہوئے تھے۔! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اچانک پیدا ہونے والے کسی خیال میں اُلجھ گئ پھر یک بیک اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے کہ تم صفائی پیش کرو۔!" بوڑھا ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔!" لڑکی ہذیانی انداز میں چیخی۔!

"بتاتا ہوں...!" بوڑھے نے جیب سے ایک چاقو نکالا۔



"کیا....؟" لڑکی کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔

چاقو کھلنے کی کرکراہٹ کمرے میں گونجی اور لڑکی "نہیں" کہہ کر اتنی تیزی سے پیچھے ہٹی کے یوار سے جا ٹکرائی۔ بوڑھا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ لڑکی کی ریشانی سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔!

"نہیں.... نہیں پیچھے ہٹو....!" لڑکی کی چیخیں جگر خراش تھیں....! لیکن وہ اسی طرح اہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔!

پھر یک بیک پوری عمارت میں عجیب سا شور گونجنے لگا اور بوڑھا یک بیک اچھل کر بولا "وہ را.... اب بتاؤ۔!"

وہ رک گیا تھا....! لڑکی دیوار سے لگی ہوئی ہانپ رہی تھی اور اس کی خوف زدہ آنکھیں اب بھی بوڑھے کے چہرے پر تھیں۔!

عمارت میں گونجنے والا شور ایسا ہی تھا جیسے بہت سے آدمی ایک دوسرے پر پل پڑے ہوں۔!

"اب بتاؤ کہ وہ کون تھا اور تم کس کے لئے کام کر رہی ہو۔!" بوڑھے نے چاقو کی نوک بھکاتے ہوئے کہا۔

بوڑھے کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ شعلہ بار ہو گئیں اور وہ گرج کر بولا۔ "تم جھوٹی ہو۔ یں نے کیمپ سے تمہارے لئے کسی کو پیغام بھیجا تھا جو اٹھارہ کی جیب سے اڑا لیا گیا.... مجھے دیکھنا تھا کہ وہ کون ہے اس لئے میں خود ہی چل پڑا۔ تمہیں یہاں لانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اُسے پکڑا جا سکے.... اس نے کیمپ سے میرا تعاقب شروع کیا تھا.... اور اب....!"

بوڑھا خاموش ہو کر مسکرایا پھر بولا۔ "کیا تم شور نہیں سن رہیں۔! میرے آدمیوں نے اُسے گھیر لیا ہے۔!"

"پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"مرنے سے پہلے تمہیں مطمئن کر دیا جائے گا کہ تم غلط نہیں مر رہیں۔!"

"کیا بک رہے ہو تم....!" لڑکی پھر چیخی۔

ٹھیک اُسی وقت چار آدمی کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ رکھا تھا۔

"م.... میں.... تمہارے لئے کام کر رہی ہوں۔! تم شاید پاگل ہو گئے ہو۔ خدا کے لئے

حماقت نہ کرو۔!"

"اُوہ.... بہت اچھے....!" بوڑھے نے مسکرا کر کہا۔

لڑکی نے بھی قیدی کی طرف دیکھا اور آنکھیں پھاڑنے لگی۔!

"ہوں....!" بوڑھے نے کہا "پہچان رہی ہو نا....!"

"میں نہیں جانتی کہ یہ کون ہے....! کبھی نہیں دیکھا۔!"

"پھر جھوٹ....!" بوڑھے نے کہا اور قیدی کی طرف مڑا۔ "کون ہو تم۔!"

"بہت قیمتی گدھا ہوں۔!" قیدی ہانپتا ہوا بولا۔

"ہوں....! باتوں میں اڑانے کی کوشش کرو گے.... اچھا....!" بوڑھا خاموش ہو کر اُسے گھورنے لگا۔! پھر اپنے آدمیوں سے بولا۔ "گرا کر ذبح کر دو۔!"

"ذبح کرنے سے پہلے پانی ضرور پلاتے ہیں۔! میں نے کہا۔ ہاں.... یاد دلا دوں تمہیں۔" قیدی بولا۔

لڑکی پھر اس پھولی ہوئی ناک والے کو گھورنے لگی جس کی مونچھیں بھی اسے بہت کریہہ لگ رہی تھیں۔ لیکن حافظے پر لاکھ زور دینے کے باوجود بھی اسے نہ یاد آسکا کہ وہ پہلے کبھی اس سے ملی ہو۔!

بوڑھے کے آدمی اُسے گرا دینے کے لئے جھکولے دیتے رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

پھر یک بیک پتہ نہیں کس طرح خود اس نے ہی انہیں چکرا کر رکھ دیا اور وہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر دھپا دھپ فرش پر گرے۔ یک بیک بوڑھے نے بھی اس پر چھلانگ لگائی۔! چاقو ایک بھرپور وار.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں بوڑھا بھی چاقو سمیت فرش ہی پر نظر آیا۔! قبل اس کے کہ قیدی پر دوسرا حملہ ہوتا اس نے چاقو پر قبضہ کر لیا۔! لیکن اسے اتنا موقع نہ مل سکا کہ وہ اسے استعمال بھی کرتا۔! چاروں بڑے وحشیانہ انداز میں اس پر جھپٹے تھے.... اور اُسے ہاتھ اٹھانے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی۔! انہوں نے اُسے پھر جکڑ لیا۔ چاقو والا ہاتھ مضبوطی سے جکڑ لیا گیا تھا۔! بوڑھے کا چہرہ بے حد خوفناک نظر آنے لگا۔ وہ تیزی سے قیدی کی طرف جھپٹا اور چاقو والے ہاتھ پر زور آزمائی کرنے لگا۔! اس سے پہلے وہ چاروں ہی باری باری سے چاقو چھیننے کی کوشش کر چکے تھے۔!



"ناممکن....!" قیدی نے قہقہہ لگایا۔ "کوئی مرد آج تک میری مٹھی نہیں کھول سکا۔!"

"لڑکی سے کہو....! وہی چھین سکے گی چاقو....!"

بوڑھے نے جھلا کر الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کر دیا۔ چوٹ آئی ہو یا نہ آئی ہو لیکن قیدی بڑے خسارے میں رہا.... اس کی ناک مونچھیں سمیت اکھڑ کر فرش پر آ رہی اور کئی تحیر آمیز آوازیں کمرے میں گونجیں۔!

"اوہ.... یہ تو وہی ہے....!" بوڑھا حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"احمق....!" لڑکی چیخی۔

"خدا تمہیں غارت کرے.... تم خود احمق.... احمق کہنے والوں کو میں نے آج تک معاف نہیں کیا۔!" احمق نے ہانک لگائی اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ سب ربڑ کے ہوں....! اچھل اچھل کر گرنے پر چیخنے لگے....! چاقو کہیں دور جا پڑا اور وہ اس پر بُری طرح الجھ گئے تھے کہ کسی کو اس کی طرف دھیان دینے کا ہوش ہی نہیں رہ گیا تھا۔!

لڑکی ایک گوشے میں سہمی کھڑی اس حیرت انگیز ہنگامے کو دیکھ رہی تھی۔! پھر آخر اسے بھی ہوش آ ہی گیا اور وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف کھسکنے لگی۔

بوڑھا اب پوری طرح اپنے آدمیوں کے ہاتھ بٹا رہا تھا اور احمق کے ہاتھ کھا رہا تھا۔

لڑکی باہر تو نکل آئی تھی....! لیکن اب اس نے سوچا کہ جس کی وجہ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئی ہے اسے خونیوں کے نرغے میں چھوڑ کر اس طرح بھاگ نکلنا اچھی بات تو نہیں۔! پھر وہ کیا کرے....؟ اگر دوسری بار اُن کے چنگل میں جا پھنسی تو گلو خلاصی ایسے ہی جھٹکے کو کہیں گے جو سر تن سے جدا کر دے۔!

مگر.... آخر یہ احمق.... اس وقت ایک انہونی اس کی نظروں سے گذری تھی۔! وہ احمق اپنی جان بچانے کی بجائے ان لوگوں کے پیچھے لگ گیا تھا جنہوں نے اس کے خلاف سازش کی تھی۔! اب اس کے پیچھے ایک طرف پولیس تھی اور دوسری طرف یہ لوگ۔!

آخر یہ ہے کون....؟ نادانستگی میں وہ کس سے جا ٹکرائی تھی۔! کوئی بھی ہو....! اُسے محسن ہی سمجھنا چاہئے.... ورنہ اس وقت بوڑھا اسے کب زندہ چھوڑتا....!

وہ عمارت کے قریب ہی ایک چٹان کی اوٹ میں رک گئی۔ چاروں طرف گہرا اندھیرا تھا۔!

لیکن یہاں لڑنے والوں کا شور نہیں سنائی دیتا تھا....! عمارت کے باہر قدم رکھتے ہی وہ بتدریج مدہم ہوتا گیا۔! ہوسکتا ہے کہ عمارت کی ساخت ہی ساؤنڈ پروف قسم کی رہی ہو۔! ویسے یہ عمارت لڑکی کے لئے نئی ہی تھی۔! اس سے پہلے کبھی یہاں آنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

وہ الجھن میں مبتلا تھی۔! اسے کیا کرنا چاہئے۔ اگر دوبارہ ان کے ہاتھوں میں پڑی تو زندگی محال ہو جائے گی۔! یہ خدشہ بھی لاحق تھا کہ کہیں راستے میں کسی سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے۔! ظاہر ہے کہ بوڑھے نے احمق کو پھانسنے ہی کے لئے جال بچھایا تھا یہ اور بات ہے کہ اس سے پہلے اسے خیال بھی نہ آیا ہو کہ اس بے ہنگم میک اپ میں وہی ہوگا تو پھر ضروری نہیں کہ اس نے صرف چار ہی آدمیوں سے کام لیا ہو....! ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ باہر بھی ادھر ادھر چھپے بیٹھے ہوں۔! پہاڑیاں ایسی تھیں کہ یہاں پوری فوج کی فوج بہ آسانی چھپ سکتی تھی۔!

دفعتاً اس نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں اور ایک گوشے میں دبک گئی۔ پھر اسے اپنے قریب ہی چنگھاڑ سنائی دی۔!" ٹھہرو.... ٹھہرو.... ارے یہ اپنا چاقو تو لیتے جاؤ نہیں تو آلو کیسے چھیلو گے۔!"

خدا کی پناہ.... لڑکی کانپ اٹھی....! آواز احمق کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہوسکتی تھی۔!

پھر وہ شاید اسی کے قریب ہی آکر رک گیا....! بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں آہستہ آہستہ سناٹے میں تحلیل ہو گئیں۔!

اسے یقین تھا کہ آواز احمق ہی کی تھی اور وہ اپنے قریب جو دھندلی سی پرچھائیں دیکھ رہی تھی وہ بھی احمق ہی کی ہو سکتی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ اسے مخاطب کرنے کی ہمت نہ کر سکی۔!

لیکن جیسے ہی وہ آگے بڑھا غیر ارادی طور پر اس کی زبان سے ٹھہرو کا لفظ نکل گیا۔! سایہ ٹھٹکا اور پھر آواز آئی۔"اب کس مصیبت میں پھنساؤ گی۔!"

"یہ مشورہ دوں گی کہ سر پر پیر رکھ کر بھاگو.... ورنہ جلد ہی کوئی دوسری آفت بھی نازل ہو سکتی ہے۔!"

سایہ بھد سے چٹان پر بیٹھ گیا.... اور لڑکی اُسے عجیب قسم کی حرکتیں کرتے دیکھتی رہی۔

"کیا کر رہے ہو....!" اس نے بالآخر کہا۔



"نہیں بنتا....!" سائے نے مایوسی سے کہا۔

"کیا نہیں بنتا۔!"

"سر پر پیر رکھ کر بھاگنے کی کوشش کر رہا ہوں۔!" سائے نے کراہ کر کہا۔

"اٹھو.... احمق کہیں کے....!" لڑکی نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔!" اٹھو نہیں تم کیا بلا ہو....!"

وہ اٹھ گیا.... اور پھر وہ تیزی سے نشیب میں اترنے لگے....!

"کہاں چلو گے....!" لڑکی نے پوچھا۔

"تمہیں گھر پہنچا کر روئی کا مارکٹ دیکھوں گا۔! سنا ہے دام پھر چڑھ رہے ہیں۔!"

"کیا تم نے سنا نہیں کہ وہ مجھے مار ڈالنا چاہتے تھے۔!"

"گھر پر مرنے سے فائدہ ہے.... لاش بآسانی پولیس کے ہاتھ آجائے گی۔!"

"مجھے پریشان مت کرو....! تمہارے لئے بھی خطرہ ہے....! وہ ضرور واپس آئیں گے۔! مگر وہ تمہیں چھوڑ کر بھاگ کیوں گئے....!"

"بس کیا بتاؤں....! خفا ہو گئے۔ پکارتا ہی رہ گیا کہہ رہے تھے۔ کافی ہاؤز چلو میں نے انکار کر دیا۔! نہیں تھا تفریح کا موڈ۔!"

"تم کون ہو....!"

"بتاتا ہوں....!" سائے نے کہا اور یک بیک جھک کر اسے کاندھے پر اٹھا لیا۔

"ارے.... ارے....!" لڑکی آہستہ سے منمنائی.... لیکن سائے نے تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔! اندھیرے میں اس طرح دوڑنا خطرے سے خالی نہیں تھا لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے راستہ اس کا اچھی طرح دیکھا بھالا ہو....! پھر لڑکی نے محسوس کیا کہ وہ اس کے قدموں کی آواز بھی نہیں سن رہی۔! اس کی فکر بھی نہیں تھی کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔!

وہ خاموشی سے دوڑتا رہا.... کبھی کبھی رفتار کم ہو جاتی تھی اور وہ اس طرح بچ بچ کر چلنے لگتا تھا جیسے اندھیرے میں بھی ناہموار راستے کے نشیب و فراز بخوبی نظر آرہے ہوں۔

کچھ دیر بعد اس نے ٹارچ روشن کر لی اور لڑکی آہستہ سے بولی۔!" یہ کیا کر رہے ہو....! اگر انہوں نے دیکھ لیا تو۔!"

"پرواہ مت کرو....!" احمق ایک غار میں داخل ہو رہا تھا۔!

تھوڑی دور چلنے کے بعد احمق نے اسے نیچے اتار دیا....! ٹارچ کی روشنی میں کافی کشادہ جگہ نظر آئی۔! زمین مسطح تھی اور ایک جانب تھوڑا سامان بھی پڑا ہوا نظر آیا۔!

"اوہ.... تو تم نے پولیس کے ڈر سے یہیں پناہ لی ہے۔!" لڑکی نے پوچھا۔

احمق نے کوئی جواب نہ دیا وہ دیا سلائی کھینچ کر ایک چھوٹا سا کاربائیڈ لیمپ روشن کرنے لگا تھا۔!

"اب میں ذرا اپنی ٹوٹ پھوٹ کا جائزہ لے لوں۔!" احمق زمین پر بیٹھ کر اپنا جسم ٹٹولنے لگا۔

پھر کراہ کر بولا۔ "بعض بے درد اتنے زور سے مارتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔!"

"مجھے اسی پر حیرت ہے کہ تم زندہ کیسے بچے.... وہ سب بڑے خون خوار لوگ تھے.... اور وہ شیطان.... میں نے پہلے کبھی اُسے اس روپ میں نہیں دیکھا۔!"

"وہ بوڑھا....!" احمق نے پوچھا۔

"ہاں.... وہی بوڑھا....! یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ کسی پر قاتلانہ حملہ کرے گا۔!"

"حالانکہ اس بیچارے اپاہج کو تم سبھوں نے مل کر مار ڈالا۔!"

"میں کچھ بھی نہیں جانتی.... یہ تو مجھے آج کے اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ وہ مار ڈالا گیا اور وہ اپاہج نہیں تھا میک اپ میں تھا اور اس نے اپنے مالک کے جواہرات چرائے تھے۔!"

"ہو سکتا ہے کہ تم اس کے متعلق کچھ نہ جانتی رہی ہو....! لیکن اتنا تو جانتی ہی تھیں کہ وہ مار ڈالا جائے گا اور قتل کا ملزم بنانے کے لئے تمہیں مجھ جیسے آدمی کو پھانسنا ہے۔!"

"ہائیں....!" لڑکی حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔ "تم تو اس وقت عقل مندوں کی سی باتیں کر رہے ہو۔!"

"پولیس تو گدھوں کو بھی لاطینی بولنے پر مجبور کر دیتی ہے۔!" احمق نے ٹھنڈی سانس لی۔ "تم نے مجھے بڑی مصیبت میں پھنسا دیا....!"

"تم خود ہی کیوں بول پڑے تھے.... بوڑھا کہہ رہا تھا۔!"

"ہاں....! بس بول ہی پڑا تھا.... ستارے اچھے تھے۔ نہ بولتا تو تم لوگ کسی دوسری طرح پھنسانے کی کوشش کرتے اور میں اس وقت جیل میں ہوتا.... کیوں....؟"

"اسکیم تو یہی تھی شاید....!" لڑکی مسکرائی۔



"اور تم اس پر خوش ہو رہی ہو۔!" احمق نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کس طرح مطمئن کر سکوں گی۔! مگر پہلے تم مجھے اپنے متعلق بتاؤ کہ یہ پاگل پن نہیں ہے کہ تم اپنے بچاؤ کی فکر کرنے کی بجائے انہیں لوگوں سے آبھڑے، جو تمہیں پھنسانا چاہتے تھے۔ تم سے بہت بڑی حماقت سرزد ہوئی ہے۔!"

"اکثر اس سے بڑی سرزد ہوتی رہی ہیں۔! اچھا تو پھر کیا تمہیں توقع تھی کہ میں پھانسی کا پھندہ اپنی ہی گردن میں ڈال لوں گا۔!"

"وہ بہت چالاک ہیں....! میں تو کہتی ہوں کہ اس طرح بھاگ نکلنے میں بھی کوئی چال تھی۔ اب وہ غالباً یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم تنہا ہی ہو یا تمہارے ساتھ بھی کوئی گروہ ہے تم نے یہ سمجھ کو بوڑھے کا تعاقب کیا تھا کہ وہ غافل ہے....! حالانکہ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی تاک میں کون ہے... آہاں ٹھہرو... بتاؤ وہ پیغام کیا تھا جو تم نے اس کے کسی ساتھی کی جیب سے اڑایا تھا۔!"

"پیغام.... نہیں شاعری....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "سرخ زلفوں کی چھاؤں میں سرخ گردن ہی مناسب رہے گی۔!"

"میرے خدا....!" لڑکی یک بیک پھر خوف زدہ نظر آنے لگی۔ "اس پیغام کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ مجھے ذبح کر دیا جائے۔!"

"مگر یہ پیغام تھا کس کے لئے....! وہ آدمی اسے کہاں لے جاتا۔!"

"یہ بتانا مشکل ہے....!" لڑکی کسی سوچ میں پڑ گئی۔!

احمق اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔! لڑکی خاموش ہی رہی آخر احمق نے پوچھا۔

"ہیرے کہاں ہیں۔!"

"میں نہیں جانتی....! یہ معاملہ میری سمجھ میں آ ہی نہ سکا۔! مجھ سے صرف اتنا ہی کہا گیا تھا کہ میں کسی کو اس کے جھونپڑے تک لے جاؤں....! خود اندر چلی جاؤں۔ پھر واپس آ کر کہوں کہ میں اپنا کام کر چکی ہوں۔!"

"تمہیں اندر جا کر کیا کرنا تھا....!"

"کچھ بھی نہیں....! مجھ سے تو کہا گیا تھا کہ وہ اس وقت جھونپڑے میں ہوگا ہی نہیں....! میں کچھ دیر ٹھہر کر واپس آ جاؤں....! یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اس طرح قتل کر دیا جائے

گا۔ آج کا اخبار دیکھنے کے بعد ہی پوری سازش میری سمجھ میں آسکی ہے۔ پرسوں رات طوفان آگیا تھا۔! بوڑھا ٹھیک اسی وقت میرے جھونپڑے میں داخل ہوا جب مجھے وہاں سے روانہ ہونا تھا۔! اس نے کہا کہ اب طوفان کی وجہ سے اسکیم دوسری رات پر ملتوی کردی گئی ہے۔! میں اب سو جاؤں۔ ظاہر ہے کہ میں نے خدا کا شکر ادا کیا ہوگا کہ اب اس طوفان میں باہر نہیں نکلنا پڑے گا....! چین سے سوگئی تھی۔! لیکن پھر منہ اندھیرے ہی مجھے اٹھادیا گیا تھا کہ میں سردار گڈھ چلی جاؤں اور اس وقت تک دوبارہ کیمپ کا رخ نہ کروں جب تک کہ ہدایات نہ ملیں۔! سردار گڈھ میں بھی اُن کے کئی ٹھکانے ہیں۔!"

"ہوں....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا۔! پھر اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"سرغنہ کون ہے۔!"

"ہوسکتا ہے کہ بوڑھا ہی سرغنہ ہو کیونکہ وہ جو کام ہم سے لیتا ہے....! ان کے مقصد سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"اونہہ.... سمجھنے کی کوشش کرو....! مطلب یہ تھا کہ وہ ہم سے صرف کام لیتا ہے۔! ہم کسی کام کے مقصد سے واقف نہیں ہوتے۔ ہمیں تو اس کی ہوا بھی نہیں لگنے پاتی....! اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان کاموں کے نتائج سے ہم کسی حد تک معاملات کا اندازہ لگالیتے ہیں۔! مثال کے طور پر اپنا کیس لے لو۔ جب اپاہج مر گیا اور اخبارات میں اس کے متعلق خبریں آئیں تو مجھے اندازہ ہوسکا کہ تمہیں پھانسنے کا کیا مقصد تھا۔!"

"کیا مقصد تھا....؟"

"ارے یہی کہ اپاہج کے قتل کا الزام تمہارے سر رکھ دیا جاتا۔!"

"مگر کیسے....؟" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں اپنی زبان بند رکھتا۔!"

"تمہیں بار بار احمق کہتے ہوئے بھی الجھن ہوتی ہے۔! ذرا کھوپڑی استعمال کرو....! جب تم اس منزل سے گذرے ہی نہیں تو کیسے کہہ سکتے ہو کہ اس وقت حالات کیا ہوتے فرض کرو.... کوئی تمہیں اسی وقت وہیں چیک کرلیتا جب میں جھونپڑے میں داخل ہوتی اور تم باہر میرا انتظار کرتے۔ پھر دوسری صبح کیا ہوتا جب اس کی لاش ملتی۔ ظاہر ہے کہ میں بھی وہاں سے ہٹادی



جاتی.... پھر تم رویا کرتے کہ تمہیں کوئی لڑکی وہاں لے گئی تھی مگر کسے یقین آتا.... تم دھر لئے جاتے.... اور پھانسی کا پھندا۔!"

"ارے باپ رے....!" عمران اچھل کر اپنی گردن مسلنے لگا اور لڑکی ہنس پڑی....! پھر یک بیک سنجیدہ ہوکر بولی۔ "پھر وہ مجھے بھی راستے سے ہٹادیتے کیونکہ میں خود کو چھپا نہ سکتی محض اس بناء پر پولیس میری تلاش میں بھی ہے کہ میں تمہارے ساتھ دیکھی گئی تھی۔! بہر حال پولیس تمہیں پکڑ لیتی.... لیکن مجھے نہ پاسکتی.... پھر وہی ہوتا جو ابھی کہہ چکی ہوں۔! مگر سنو.... ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔!"

وہ خاموش ہوکر کچھ سوچنے لگی پھر بولی۔ "داور.... حقیقتاً کون تھا....؟"

"یہ بھی تم ہی بتا سکو گی۔!"

"میں کیا جانوں.... میں جاننا چاہتی ہوں۔! وہ سعدی اینڈ سنز کا ٹریولنگ ایجنٹ تھا۔! لیکن سعدی والے اسے اپاہج کی حیثیت سے نہیں جانتے تھے اور حقیقتاً وہ اپاہج تھا بھی نہیں.... پھر آخر وہ دوہری زندگی کیوں بسر کررہا تھا۔! اگر وہ پہلی بار اس روپ میں لوگوں کو ملا ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ چوری کے بعد پولیس سے بچنے کے لئے اپاہج بنا ہوگا۔!"

"میری گردن کاٹنے کے لئے اپاہج بنا تھا۔!" عمران جھلا کر بولا۔ "فی الحال یہ مت سوچو کہ وہ اپاہج کیوں تھا۔!"

"پھر تم ہی بتاؤ کیا سوچوں....! میں تو بڑی مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔!"

عمران خاموش ہوکر کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ "کیا یہ چوروں اور قاتلوں کا گروہ ہے۔!"

"میں آج تک نہیں سمجھ سکی کہ یہ کس قسم کے لوگوں کا گروہ ہے۔!"

"مجھے اپنے ازلی احمق ہونے کا اعتراف ہے۔ پھر کیوں اُلو بنا رہی ہو۔!"

"یقین کرو.... میں نہیں جانتی۔!"

"کیا داور کا قتل ان ہیروں کے لئے نہیں ہوا تھا۔!"

"ہوسکتا ہے یہی بات رہی ہو....! کاش تم سمجھ سکتے....! ہم سب بری طرح پھنس گئے ہیں۔! اب اس جال سے کسی طرح نہیں نکل سکتے۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہہ رہی ہو۔!"

"لمبی کہانی ہے.... ہم سب امن پسند شہری تھے....! تم جانتے ہی ہو کہ آدمی زندگی کی یکسانیت سے اکتا کر کیا کچھ نہیں کرتا۔! ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب سنجیدگی کے تصور سے بھی وحشت ہوتی ہے۔ ہم آٹھ ممبروں نے ایک کلب بنایا تھا اور فرصت کے لمحات میں دن بھر کی بوریت رفع کرنے کے لئے طرح طرح کی حرکتیں کرتے تھے اکثر بعض اجنبی بھی ہماری شرارتوں کا شکار ہو جاتے لیکن شرارتوں کی نوعیت ایسی نہیں ہوتی تھی کہ کوئی بُرا مانتا.....! وہ اجنبی بھی وقتی طور پر ہمارے دلچسپیوں میں شریک ہو جاتے....! کہنے کا مطلب یہ کہ ہم کبھی قانون کی حدود سے باہر قدم نہیں نکالتے تھے۔ کلب کے قیام کا مقصد محض تفریح تھا۔ ایک دن یہ بوڑھا پتہ نہیں کہاں سے آپھنسا....! یہ بھی ہماری ایک شرارت کا شکار ہوا تھا۔! یعنی اس نے ہم سے استدعا کی تھی کہ ہم اسے بھی کلب کا ممبر بنالیں۔ آدمی زندہ دل ثابت ہوا تھا اس لئے ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔! کچھ دنوں بعد ہم نے محسوس کیا کہ وہ تو ہم سبھوں سے تیز ہے۔ نت نئی شرارتوں کے پروگرام بڑے سلیقے اور ذہانت سے ترتیب دیتا۔! آہستہ آہستہ وہ ہم سبھوں پر مسلط ہوتا گیا اور کچھ دن گذرنے پر ہم محسوس کرنے لگے کہ شرارتوں کے بہانے ہم سے کئی غیر قانونی حرکتیں بھی سرزد ہو چکی ہیں ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کے ہاتھ نادانستگی میں آلودہ نہ ہو گئے ہوں اور بوڑھے کے پاس ہمارے خلاف واضح ترین ثبوت تھے وہ کسی وقت بھی ہماری گردنیں پھنسا سکتا۔ اب ہم اس کے اشاروں پر ناچنے لگے۔ کلب ایک ایسے گروہ میں تبدیل ہو گیا جس کا سربراہ وہ بوڑھا تھا۔! اب ہمیں اس سے کام کے عیوض رقومات بھی ملتی ہیں....! لیکن ہم اس کے جال سے کسی طرح بھی نہیں نکل سکتے۔! وہ کہتا ہے کہ اس وقت تک محفوظ ہیں جب تک اس کے زیرِ سایہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔! اس سے الگ ہونے کی کوشش ہی ہمیں جیل کا دروازہ دکھا دے گی۔! ہم مجبور ہیں....! جیل جانا کون پسند کرے گا۔!"

"اچھا تو وہ لوگ جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا تمہارے اسی کلب کے ممبر تھے۔!" عمران نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں....! وہ بڑے خطرناک لوگ تھے....! پہلے بھی اکثر انہیں دیکھ چکی ہوں۔! پتہ نہیں اور بھی کتنے لوگ ہیں جنہیں میں نہیں جانتی۔ وہ بوڑھے ہی کے لئے کام کرتے ہیں۔! ہم تو صرف دس ہیں لیکن ہم سے کبھی دھینگا مشتی قسم کے کام نہیں لئے گئے۔!"



"کیا مجھ پر پہلے ہی سے تم لوگوں کی نظر تھی۔!"

"نہیں.... تم سے اتفاقاً ہی ملاقات ہوئی تھی....! دارالحکومت سے کیمپ آتے وقت سچ مچ ڑی خراب ہو گئی تھی۔! اس وقت تو مجھے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ میں وہاں کیوں بلائی گئی وں۔!"

"کیمپ میں پہنچ کر بوڑھے کی اسکیم معلوم ہوئی تھی اور میں نے سوچا تھا کہ اس کام کے لئے م جیسا احمق بہت موزوں ثابت ہوگا۔ لیکن سچ بتاؤ.... کیا تم احمق ہو۔!"

"اب احمق کہا تو تھپڑ ماروں گا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں احمق نہیں ہوں۔!"

تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر نرم لہجے میں بولا۔ "بس اکثر یہ ہوتا ہے کہ میری عقل خبط و جاتی ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کسی بات کے جواب میں کیا کہنا یا کرنا چاہئے۔ خیر ختم رو.... اب تم نے اپنے لئے کیا سوچا ہے۔!"

"اگر عقل خبط نہ ہو گئی ہو تو تم ہی کچھ بتاؤ.... مگر ٹھہرو.... کیا تمہیں معلوم تھا کہ میں اس قت اسی عمارت میں لائی جاؤں گی۔! یہ غار وہاں سے زیادہ دور تو نہیں معلوم ہوتا۔!"

"ہم اس وقت ہالی ڈے کیمپ کے قریب ہی ہیں۔! عمارت بھی ہالی ڈے کیمپ سے زیادہ دور نہیں ہے۔! اسے چونکہ مجھے پھانسنا تھا اس لئے اس نے اتنے گھماؤ پھراؤ والا راستہ اختیار کیا تھا۔!"

"بہرحال اب وہ لوگ تمہاری تلاش میں ہوں گے۔ پھر کہتی ہوں کہ اُن کے اس طرح نکلنے میں بھی کوئی نہ کوئی چال ضرور تھی۔!"

"بوڑھے کا نام کیا ہے۔!"

"شاطر۔ عجیب بے تکا نام ہے.... وہ کہتا ہے میں شاعر ہوں اور شاطر تخلص کرتا ہوں۔ ہم سب اسے شاطر ہی کے نام سے جانتے ہیں۔! چمڑے کی دلالی کرتا ہے۔!"

"مستقل قیام کہاں ہے۔!"

"دارالحکومت میں تیرہ پرنس اسٹریٹ....! بڑی شان سے رہتا ہے۔!"

"ہوں....!" عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اٹھتا ہوا بولا۔ "تم یہیں ٹھہرو۔! میں ابھی آیا۔ میری عدم موجودگی میں غار سے نکلنے کی ہمت نہ کرنا۔!"

دوسری صبح عمران ہالی ڈے کیمپ میں نظر آیا۔! اب وہ دوسرے میک اپ میں تھا۔! صفدر اور جولیا پوری کہانی سن چکے تھے اور اب خاموشی سے شاید اس کے بعض پہلوؤں پر غور کر رہے تھے۔!

کچھ دیر بعد جولیا بولی۔ "تو تم.... محض اس لئے اس کیس میں دلچسپی لے رہے ہو کہ بعض لوگوں نے تمہیں کسی جُرم میں ملوث کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"میں صرف اس لئے دلچسپی لے رہا ہوں کہ ایکس ٹو نے مجھ سے استدعا کی تھی۔!"

"بکواس ہے....!" جولیا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "بھلا ایکس ٹو کو کسی چور کے قتل سے دلچسپی ہو سکتی ہے۔!"

"یہ تو وہی بتا سکے گا۔!"

"ذرا ٹھہرئیے....!" صفدر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "آپ کے بیان کے مطابق اس رات طوفان کی وجہ سے آپ اس کے جھونپڑے تک نہیں لے جائے گئے تھے۔!"

"غالباً یہی وجہ تھی۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"مقصد یہی تھا کہ آپ پر اس قتل کا الزام آئے.... لیکن کیا وہ طوفان کی وجہ سے قتل کا پروگرام ملتوی نہیں کر سکتے تھے.... ظاہر ہے کہ اسی رات کو اُسے قتل کر دینے میں پوری اسکیم عمل ناممکن تھا۔!"

"گڈ....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم سوال یہی ہے۔!"

"لیکن.... اسکیم میں قتل کا حصہ.... آپ پر الزام والے حصے سے زیادہ اہم تھا۔! یعنی رات آپ الجھائے جا سکتے یا نہ الجھائے جا سکتے قتل ہونا اشد ضروری تھا۔!"

"فائین.... غالباً تم نے اس کی وجہ بھی دریافت کر لی ہوگی۔!"

"جواہرات کی چوری کی خبر....!"

"بہت اچھے....!" عمران اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔ "غالباً یہی وجہ ہے کہ ایکس ٹو تمہیں معاملے میں آگے بڑھا دیتا ہے۔!"

جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "پتہ نہیں میں کس مرض کی دوا ہوں۔!"



"تمہیں دیکھ لینے سے ہر قسم کا نزلہ زکام رفع ہو جاتا ہے.... میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ تم باؤ گولا کے لئے بھی اکسیر ہو۔!"

"گولی مار دوں گی اگر بکواس کی....!" جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

لیکن عمران صفدر کی طرف متوجہ ہو گیا۔!

"اب مجھے سعدی اینڈ سنز کے مینیجنگ ڈائریکٹر کے متعلق رپورٹ کا انتظار ہے۔!"

"جواہرات کی چوری کی خبر سے تمہاری کیا مراد تھی۔!" جولیا نے صفدر سے پوچھا۔

"اگر وہ اس رات قتل نہ کر دیا جائے تو دوسری صبح کے ڈیلی میل میں وہ اشتہار اُس کی نظروں سے بھی گذرتا اور پھر شاید وہ کسی طرح بھی قاتلوں کے قابو میں نہ آتا۔!" عمران نے کہا۔

"میری بات سنو....!" جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "قاتل اس کی دونوں حیثیتوں سے واقف تھے اور انہیں اس کا بھی علم تھا کہ وہ ہیرے چرا لایا ہے۔!"

"چلو.... فی الحال تسلیم کئے لیتا ہوں.... پھر....!"

"انہوں نے اُسی رات اسے کیوں نہیں ختم کر دیا۔!"

"میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا.... تمہارے ذہن میں کیا ہے۔!"

"اس سلسلے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ انہیں کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جس پر قتل کا الزام رکھا جا سکے....! لیکن پھر.... انہوں نے تیسری رات کا انتظار نہیں کیا....! اس آدمی کو درمیان میں لائے بغیر ہی اُسے قتل کر دیا....؟"

"صفدر نے بھی یہی کہا تھا۔!"

"میں کہنا چاہتی ہوں.... کہ قتل کی جو وجہ ظاہر کی گئی ہے....! وہ نہیں ہو سکتی۔!"

"گڈ....!" عمران نے آنکھیں نکالیں۔ "اب تم نے بھی ایک کام کی بات کی ہے۔!"

جولیا بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگی اور عمران نے پُر مسرت لہجے میں کہا۔ "اسی لئے ایکس ٹو مجھے تمہارے سلسلے میں ایک بڑا واہیات مشورہ دیا کرتا ہے۔!"

"کیا مشورہ....!" صفدر نے مسکرا کر پوچھا۔

"تم دونوں گدھے ہو....!" جولیا نے جھلا کر کہا۔ اٹھی اور جھونپڑے کے باہر نکل گئی اور عمران ایک طویل سانس لے کر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔! وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس

نے کہا۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ مقتول اپنے متعلق چوری کی خبر پڑھ کر ان کے قابو میں نہ آتا۔!"

"بہر حال آپ کا بھی یہی خیال ہے کہ قتل ہیروں کے لئے نہیں ہوا۔!"

"ہاں....! سوچنا ہی پڑے گا۔ ہیرے اُس سے اس رات بھی حاصل کئے جاسکتے تھے جس شام وہ یہاں پہنچا تھا۔! وہ کئی تھے زبردستی چھین لیتے۔ قتل کی ضرورت ہی نہیں تھی۔! وہ کسی سے فریاد بھی نہ کرسکتا....! کیونکہ ہیرے چوری کے تھے۔!"

"یہ دلیل بھی معقول ہے۔!"

"لہٰذا اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ قتل کی وجہ ہیرے نہیں ہوسکتے۔! اسے یوں دیکھو.... ایک اپاہج قتل کردیا گیا....! وہ بھی اس طرح کہ اپنی کرسی نما گاڑی سمیت کھڈ میں پا یا گیا۔! قدرتی بات ہے کہ لوگ سب سے پہلے یہی سوچیں گے کہ وہ اندھیرے میں باہر نکا ہوگا.... اندازے کی غلطی کی بناء پر کھڈ میں جاگرا۔ پھر لاش کے متعلق چونکا دینے والا انکشاف ہوتا ہے۔! یعنی نہ تو وہ اپاہج تھا اور نہ مونچھیں ہی اصلی تھیں۔ سنسنی کیوں؟ پھر اچانک ڈیلی میل ٹپک پڑتا ہے....! دوسرا سنسنی خیز انکشاف وہ چور تھا....! لیکن اپاہج کی حیثیت سے پہلی بار یہا نہیں آیا تھا۔! پولیس کے لئے مزید الجھنیں.... پھر یہ معلوم ہوتے ہی کہ وہ کسی فرم کا ٹریولنگ ایجنٹ تھا اور اس نے اپنی فرم کے جواہرات چرائے تھے پولیس اُس کے جھونپڑے سے دو چار نگ برآمد بھی کرلیتی ہے۔! نظریہ قائم کیا جاتا ہے کہ وہ چور تھا....! ہیرے چرائے تھے....! کسی انہیں ہیروں کے لئے اسے قتل کردیا....! وہ حقیقتاً اپاہج نہیں تھا اس لئے حملہ آور سے لپٹ ہوگا۔ حملہ آور نے اُسے گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور لاش کرسی پر ڈال کر کھڈ میں لڑھکادی۔! بہر ابھی اس سے زیادہ نہ سوچو کہ وہ ایک چور تھا۔! ایسا چور جو یہاں اس کیمپ میں اپنی اصلیت چھ تھا.... کیوں....؟"

"یہ آپ کا نظریہ ہے۔!"

"ہشت.... میں حملہ آوروں اور پولیس کا نظریہ پیش کررہا ہوں۔ حملہ آور جو کچھ باور چاہتے ہیں پولیس اس سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکی۔! اب وہ میری تلاش میں ہے۔ جا میرے اور مقتول کے متعلق پولیس کا کیا خیال ہے انہوں نے نظریہ قائم کیا ہے کہ داور کیمپ میں چوریاں کیا کرتا تھا اور میں اس کا شریک کار تھا۔! بظاہر ہم دونوں ایک دوسرے کے



اجنبی تھے لیکن حقیقتاً میں اس کے لئے اطلاعات فراہم کرتا تھا اور وہ چوریاں کرتا تھا! مجھے معلوم تھا کہ وہ چالیس ہزار کے ہیرے چرا کر لایا ہے۔! میری نیت خراب ہوگئی اور میں نے اسے ختم کردیا۔!"

"مگر انہوں نے خواہ مخواہ یہ نظریہ کیوں قائم کرلیا۔!"

"میں نے بھی یہی کوشش کی تھی کہ وہ یہی سوچیں ورنہ پہلے تو وہ مجھے صرف ایک احمق سمجھ کر خاموش ہوگئے تھے....! پھر جب میں غائب ہوگیا تو انہیں اپنا خیال بدل دینا پڑا۔!"

"لیکن آپ نے انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کیوں کی تھی۔!"

"اس لئے کہ قتل ہیروں کی وجہ سے نہیں ہوا تھا۔! قاتل قتل کی وجہ چھپانا چاہتے ہیں وہ سے معمولی چوری ڈکیتی اور قتل کا کیس بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں.... اور انہوں نے ایک قاتل بھی مہیا کرلیا تھا....! لیکن اتفاق سے طوفان نے کھیل بگاڑ دیا۔! ایسا کب ہوتا ہے صفدر صاحب۔!"

"ہاں.... آں.... میرا خیال ہے.... کہ....!" صفدر خاموش ہوکر کچھ سوچنے لگا۔! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "اس قسم کے پلاٹ عموماً اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ کیس کے متعلق زیادہ چھان بین نہ کی جائے۔!"

"ٹھیک نتیجے پر پہنچے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "وہ یہی چاہتے ہیں کہ مقتول کے متعلق زیادہ چھان بین نہ کی جائے۔!"

"تب پھر سعدی اینڈ سنز کا مالک نجمی بالکل سامنے کی چیز ہے.... نجمی کے متعلق چوہان کی رپورٹ مل چکی ہے۔! یہ دیکھئے۔!"

اس نے جیب سے کچھ کاغذات نکال کر عمران کی طرف بڑھائے....! عمران ان کا بغور مطالعہ کرتا رہا....! پھر کچھ دیر بعد سر اٹھا کر بولا۔! "یہ بھی بڑی دلچسپ بات ہے....! چوری کا علم نجمی کو تھوڑی دیر بعد ہی ہوگیا تھا....! ادھر داور اسی شام کو یہاں پہنچا تھا جس دن چوری ہوئی تھی۔ غالباً اس وقت تک نجمی کو یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ وہ اپنی شہری رہائش گاہ سے سارا سامان سمیت لے گیا ہے۔! رپورٹ کے مطابق اس کا مکان مقفل بھی نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اُسی شام کو وہ اشتہار اخبار کے دفتر میں پہنچنا چاہئے تھا تاکہ دوسرے دن کی اشاعت میں شریک کرلیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور داور نے دوسرا دن بخیرو خوبی یہاں گذار لیا۔! یہ

مہلت اسی لئے دی گئی تھی کہ ایک قاتل بھی مہیا کرلیا جائے۔ بات کچھ بن گئی تھی.... لیکر
طوفان آگیا....! اسکیم پر عمل نہ ہوسکا....! مگر وہ قتل کر دیا گیا کیونکہ دوسری صبح کے اخبار مر
سعدی اینڈ سنز کا اشتہار آنے والا تھا۔ کھیل بگڑ جاتا۔ داور ہوشیار ہوجاتا اور شاید وہ اس پر قابو
پاسکتے۔!"

"آپ تو اس انداز میں گفتگو کررہے ہیں جیسے داور کی اصلیت سے واقف ہوں۔!"

"نہ ہوتا تو جھک مارنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یہ سو فیصدی ایکس ٹو کے محکمے کا کیس
صفدر صاحب....!"

"اُوہ....!" صفدر نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ "اگر یہ بات ہے تو آپ دیر کیوا
کررہے ہیں۔!"

"مجبوری.... بوڑھا کھسک گیا....! اب شاید وہ اپنی اس قیام گاہ میں بھی نہ مل سکے جس
پتہ لڑکی نے بتایا ہے۔!"

"تو پھر سعدی اینڈ سنز....!"

"ہاں.... آں.... مگر نجمی کے بھی کار آمد ثابت ہونے کا کوئی امکان نہیں۔! میرا خیا
ہے کہ وہ نادانستہ طور پر ان لوگوں کا آلہ کار بنا ہے۔!"

"لیکن مقتول اس کا ملازم تو تھا۔!"

"یقیناً تھا لیکن ضروری نہیں ہے کہ نجمی اس کی اس حیثیت سے بھی واقف رہا ہو جس بنا
ہم اُس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔! سلیمان میرا باورچی ہے....! ہوسکتا ہے کہ وہ محض اس
باورچی ہو کہ اس کی اصلیت چھپی رہے....! یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ وہ جرمنی کی کسی یونیور
کا گریجویٹ ہے اور ہمارے ملک میں کسی دوسرے ملک کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔"

"اُوہ.... تو داور.... کوئی غیر ملکی جاسوس تھا....!" صفدر نے حیرت سے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم ایک گدھے ہو جس پر کتابیں لاد دی گئی ہوں.... تم ایکس ٹو
ریکارڈ کیپر بھی ہو....! لیکن یہ نہیں جانتے کہ داور کون تھا؟"

"ارے.... تو کیا ہمارے پاس اس کا ریکارڈ بھی موجود ہے۔!"

"میں تمہیں فائیل نمبر ہی نہیں بلکہ صفحے کا نمبر بھی بتاسکوں گا۔"



"وہ کون تھا....! میں فائیل یا صفحے کے نمبر سے اندازہ نہیں لگاسکوں گا۔ میری تحویل میں جو
ریکارڈ ہے اس کا محافظ تو ضرور ہوں لیکن حافظ بننے کی صلاحیت مجھ میں موجود نہیں ہے۔!"

"وہ ایک غیر ملکی ایجنٹ تھا....! اپاہج کے روپ میں یہاں مایوسی کے جراثیم پھیلایا کرتا تھا۔!
تم جانتے ہی ہو کہ یہ کن لوگوں کی ٹیکنیک ہے....! نوجوان اس کی علمیت سے مرعوب ہوجاتے
تھے اور وہ انہیں اپنا ہم خیال بناتا تھا....!"

"لاش دیکھتے ہی آپ نے پہچان لیا تھا۔!"

"نہیں.... لاش کو قریب سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ پولیس انسپکٹر نے اطلاع دی تھی کہ
ہ میک اپ میں تھا اور اپاہج بھی نہیں تھا۔! پھر جب اس نے ڈیلی میل سے شائع ہونے والی کسی
ضویر کا حوالہ دیا تو فوری طور پر وہ الجھن رفع ہوگئی۔ جو ڈیلی میل میں اس کی تصویر دیکھ کر پیدا ہوئی
نمی۔ خیال تھا کہ صورت کسی حد تک جانی پہچانی ہے لیکن کہاں دیکھا تھا یاد نہیں آرہا تھا۔! بہر حال
براس اچانک انکشاف سے لگنے والے ذہنی جھٹکے نے فائیل اور صفحہ نمبر تک یاد دلادیا تھا۔!"

"کیا ہم پہلے کبھی اس سے ٹکرائے تھے....!" صفدر نے پوچھا اور پھر یک بیک چونک کر
مران کو گھورنے لگا۔!

"خیریت....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا شرمایا۔!

"آپ کو ہمارے ریکارڈ روم سے کیا سروکار....!" صفدر اسے بدستور گھورتا ہوا بولا۔

"یہ بھی تم لوگوں کی نالائقیوں کی ایک روشن مثال ہے....! ایکس ٹو کا خیال ہے کہ دانش
نزل میں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا....! لیکن میں نے ریکارڈ روم کے فائیلوں کے صفحات نمبر
سمارک کر کے رکھ دیئے ہیں....! کیوں....؟"

یک بیک جولیا بوکھلائی ہوئی جھونپڑے میں داخل ہوئی اور وہ چونک کر اس کی طرف مڑے۔

"سرخ بالوں والی....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔ "سرخ بالوں والی ہی تھی نا....!"

"کوئی خاص بات....!"

"وہ پولیس کے ہاتھ لگ گئی ہے اور اس نے تمہارے خلاف بیان دیا ہے۔!"

"دلچسپ....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر کو جنبش دی پھر بولا۔ "کیا بیان دیا ہے۔"

"یہی کہ ایک احمق سے آدمی نے اسے ورغلایا تھا کہ وہ مقتول کے خلاف کیمپ میں پروپیگنڈہ

کرتی پھرے....!اس کے لئے اس نے اسے ایک ہزار روپے دیئے تھے۔!"

"بوکھلا گئے ہیں۔!" عمران نے قہقہہ لگایا۔!"اب حماقتیں سرزد ہو رہی ہیں.....!واہ....!

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پچھلی رات تم پوری طرح دھوکا کھا گئے تھے۔!"

"کیوں....؟"

"ان لوگوں نے خود ہی اسے تمہارے حوالے کیا تھا کہ تمہارے متعلق معلومات حاص کر سکیں۔!"

"لڑکی پولیس کو کہاں ملی ہے۔!"

"یہیں کیمپ میں.... میٹرو کے ریکریئیشن ہال میں اس کا بیان لیا جارہا ہے۔!"

"آؤ....!" عمران نے صفدر سے کہا۔"یہ منظر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔!"

وہ اٹھ گئے.... جولیا بھی ساتھ ہی تھی۔!کچھ دیر بعد وہ میٹرو کے ڈائننگ ہال میں آئے۔ بائیں جانب والی گیلری میں کچھ باوردی لوگ دکھائی دیئے....!ایک سرخ بالوں یوریشین لڑکی بھی ان کے ساتھ تھی۔!کچھ تماشائی ہال کے وسط میں موجود تھے۔ بائیں جانب گیلری میں داخلہ روکنے کے لئے ایک کانسٹیبل تعینات تھا۔!

"کیا وہ تمہیں پہچان نہ لے گی۔!" جولیا نے عمران سے کہا۔"ظاہر ہے کہ تم نے یہ میک اسی کے سامنے کیا ہوگا۔!"

"مصیبت تو یہ ہے کہ میں خود ہی اس وقت اسے پہچاننے میں دشواری محسوس کر ہوں....!" عمران نے بے بسی سے کہا۔

"کیا مطلب....!"

"اس کے بال اخروٹ کی رنگت کے ہیں۔!"

"اپنی آنکھیں ٹسٹ کراؤ....!" جولیا کے لہجے میں تمسخر تھا۔!

عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور ہال سے باہر آگیا جولیا اور صفدر بھی پیچھے پیچھے آئے تھے۔!

"کیا یہ لڑکی وہ نہیں ہے جو پچھلی رات آپ کے ساتھ تھی۔!" صفدر نے عمران کو د ہوئے پوچھا۔!



"وہ سرخ بالوں والی لڑکی تھی۔!اس کے بال اخروٹ کی رنگت کے ہیں۔!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!" جولیا جھلا گئی۔

"اس نے اپنے بالوں میں لال خضاب لگایا ہے۔ رنگت قدرتی نہیں ہے۔!"

"اوہ.... تو یہ حقیقتاً دوسری لڑکی ہے۔!"

"یقیناً....!اب وہ اس طرح معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ میں کون ہوں....!دو طرح کے شبہے ان کے ذہنوں میں ہوں گے....!کیا وہ نادانستگی میں کسی سرکاری آدمی سے جا ٹکرائے تھے۔!یا میرا تعلق کسی دوسرے گروہ سے ہے جو ان کے متعلق کسی حد تک معلومات رکھتا ہے۔!ان میں سے کسی ایک شبہے کی تصدیق کے لئے یہ چال چلی گئی ہے....!لیکن اب.... ہا....!"

"کیا....؟"

"کچھ نہیں.... فکر نہ کرو....!اب انہیں یقین ہو جائے گا کہ میرا تعلق کسی سرکاری ادارے سے نہیں ہو سکتا....!پھر وہ اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں گے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔"وہ لڑکی کہاں ہے۔!"

"تم اس کی تلاش میں نکلی تھیں۔!" عمران نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔"میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ جتنا کہا جائے اس سے زیادہ کر گزرنے کی خواہش کو دبائے رکھنا۔!"

"کیا مطلب....!" جولیا نے آنکھیں نکالیں لیکن عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر صفدر سے بولا۔"سعدی اینڈ سنز کے تینوں ملازموں کو پولیس کی حراست سے دانش منزل میں منتقل ہونا چاہئے۔!"

"کون سے ملازم....!"

"اوہ.... کیا تم نے رپورٹ بغور نہیں دیکھی تھی۔ وہاں داور کی موجودگی میں تین ملازم بھی کاؤنٹر پر تھے....!وہ حراست میں ہیں۔!تم دونوں شہر واپس جاؤ۔!"

یک بیک عمران خاموش ہو گیا۔!

"کیوں....؟ یہ فائر ہی کی آواز تھی۔!" اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔!

جولیا اور صفدر نے بھی آواز سنی تھی۔!وہ میٹرو کے ریکریئیشن ہال سے زیادہ دور نہیں تھے۔!

پھر یک بیک شور بھی سنائی دیا....! آوازیں ریکریئیشن ہال ہی سے آئی تھیں....!

"اوہ....!" عمران بڑبڑایا اور اُن دونوں سے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "جاؤ..! اپنے جھونپڑے میں جاؤ.... شائد....!"

پھر وہ تیزی سے ہال کی طرف بڑھ گیا۔!

"سمجھ میں نہیں آتا کیا کرتا پھر رہا ہے۔!" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اپنے جھونپڑے کی طرف مڑ گئی۔!

سرخ بالوں والی لڑکی فرش پر پڑی تڑپ رہی تھی اور پولیس آفیسر ہکا بکا کھڑے تھے۔! پھر وہ اُس سمت کو دوڑے جدھر سے فائر ہوا تھا....! لڑکی اُسی طرح تڑپتی ہوئی بائیں جانب لڑھک گئی۔! ہال میں کھڑے ہوئے آدمیوں میں سے کسی نے بھی گیلری کی طرف بڑھنے کی ہمت نہ کی۔! گیلری فرش سے کافی اونچائی پر تھی۔! لہٰذا دوسری جانب لڑھک جانے کی وجہ سے زخمی لڑکی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔!

"ادھر سے.... اُدھر سے...." کسی نے فائر کی سمت کے متعلق آفیسروں کی رہنمائی کی۔!

لیکن جدھر اشارہ کیا گیا وہاں سپاٹ دیوار کے علاوہ اور کچھ بھی نہ دکھائی دیا....! نہ وہاں کوئی کھڑکی تھی اور نہ روشندان تھا۔! کہیں کوئی سوراخ بھی نہ ملا۔! اگر وہاں سے فائر کیا گیا ہوتا تو حملہ آور پر کسی نہ کسی کی نظر ضرور پڑی ہوتی اور وہ آسانی سے باہر نہ نکل سکتا۔!

یک بیک ایک آفیسر نے ہال کے دروازے بند کرانے شروع کر دیئے اور دوسرے نے چیخ کر کہا۔ "براہِ کرم کوئی صاحب یہاں سے جانے کی کوشش نہ کریں۔! ہم جامہ تلاشی لئے بغیر کسی کو بھی نہ جانے دیں گے۔!"

ناممکن تھا کہ عمران اندھا دھند ہال میں داخل ہونے کی کوشش کرتا۔! وہ باہر ہی تھا کہ دروازے بند کر دیئے گئے۔!

باہر اچھی خاصی بھیڑ اکٹھا ہو گئی تھی....! دفعتاً عمران کو میٹرو ہوٹل کا منیجر دکھائی دیا جو اُدھر ہی آ رہا تھا....! اُسی وقت ایک پولیس آفیسر بھی باہر نکلا....! منیجر پر نظر پڑتے ہی اُسے تیز چلنے کا اشارہ کر کے دروازے ہی میں رک گیا....! پھر مجمع کو گھورتے ہوئے تیز آواز میں بولا۔!



"جائیے.... ہٹ جائیے.... یہاں سے.... بھیڑ ہٹائیے....!"

لوگ منتشر ہو گئے.... عمران کو بھی ہٹنا ہی پڑا.... لیکن آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر لڑکی کے قتل کی خبر سارے کیمپ میں مشہور ہو گئی۔!

آئینے پر نظر پڑتے ہی مونا اچھل پڑی.... عمران نے غار ہی میں اس کا حلیہ تبدیل کیا تھا اور وہ پہاڑوں سے نکل کر سردار گڈھ شہر کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔! مونا راستے بھر پوچھتی آئی تھی کہ اس کی شکل کیسی لگ رہی ہے اور پھر جب وہ ایک نائٹ کلب میں داخل ہوئے تھے تو مونا ایک الماری کے قد آدم آئینے میں اپنی شکل دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔!

"میرے خدا....!" اس نے آہستہ سے کہا۔ "میں تو کوئی بنگالن معلوم ہوتی ہوں۔!"

بالوں کی رنگت خضاب نے بدل کر گہری سیاہ کر دی تھی۔! جنھیں سمیٹ کر بڑا شاندار جوڑا سجایا گیا تھا اور پتہ نہیں وہ کون سا لوشن تھا جس نے چہرے کی رنگت میں سلونا پن بھی پیدا کر دیا تھا۔!

وہ ایک خالی میز کے گرد بیٹھ گئے اور عمران نے آہستہ سے کہا۔ "بس تم اپنی چال کو ذرا قابو میں رکھو.... آندھی اور طوفان کی طرح چلتی ہو۔!"

"کوشش تو کرتی ہوں کہ آہستہ چلوں....!" وہ منمنائی۔..! پھر چونک کر بولی۔ "یہاں کیوں لائے ہو۔!"

"کیا تم ہمیشہ غاروں ہی میں رہی ہو۔!"

"اوہ یہ بات نہیں...! مجھے بار بار اُس بیچاری لڑکی کا خیال آتا ہے۔! پتہ نہیں وہ کون تھی۔!"

"کیا تم میں کوئی ایسی لڑکی نہیں تھی۔!"

"نہیں....!"

"کبھی بوڑھے کے ساتھ بھی نہیں دکھائی دی۔!"

"نہیں.... وہ ہمیشہ تنہا ہی ہوتا تھا۔!"

"تمہیں یہاں لائے جانے پر حیرت کیوں ہے۔!"

"مطلب یہ کہ ہم اکثر یہاں بیٹھتے رہے ہیں۔ ڈر ہے کہ کوئی پہچان نہ لے۔!"

"اس کی پرواہ نہ کرو....! پولیس کو میری تلاش بھی ہے اور ہمارے دوسرے دشمن بھی

مشترک ہیں۔!"

"سچ بتاؤ....! کیا تم بھی کسی گروہ سے تعلق رکھتے ہو۔!"

"دنیا کا ہر بیوقوف آدمی بجائے خود ایک بڑا گروہ ہے۔!"

"بے تکی باتیں نہ کرو.... پتہ نہیں تم کس قسم کے آدمی ہو۔! نہ تمہیں عقل مند سمجھ لینے کو دل چاہتا ہے اور نہ احمق.... تم کیا کرنا چاہتے ہو....؟ تمہاری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو کبھی ادھر کا رخ بھی نہ کرتا۔!"

"میں پاگل ہو جاتا ہوں جب کوئی مجھے اُلو سمجھ کر بیوقوف بنانے کی کوشش کرتا ہے.... آہاں.... واہ....!" عمران خاموش ہو کر کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگا جہاں کیمپ کے میٹرو ہوٹل کا منیجر کاؤنٹر کلرک سے کچھ کہہ رہا تھا۔! وہ ابھی ابھی ہال میں داخل ہوا تھا۔

"کیوں....؟ یہ تو میٹرو کا منیجر معلوم ہوتا ہے....!" مونا بولی۔

"معلوم نہیں ہوتا بلکہ وہی ہے....!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔! غالباً اس کے اس انہماک ہی نے لڑکی کو بھی منیجر کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔!

"اوہ.... تو یہ یہاں جوا کھیلنے آیا ہے....!" مونا نے کچھ دیر بعد کہا۔ منیجر اب کاؤنٹر سے ہٹ کر ایک سمت چلنے لگا تھا۔!

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ جوا کھیلنے آیا ہے۔!"

"سرخ لفافہ....!" مونا بولی۔ "کاؤنٹر کلرک نے اسے سرخ لفافہ دیا تھا۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"یہاں ایک تہہ خانہ بھی ہے جس میں جوا ہوتا ہے.... شاطر نے ایک بار تذکرہ کیا تھا میرے ساتھیوں میں سے ایک کو اپنے ساتھ وہاں لے بھی گیا تھا۔ مگر یہ قمار خانہ غیر قانونی نہیں ہے۔! کلب کے پاس لائسنس ہے۔! البتہ ہر کس و ناکس کا داخلہ روکنے کے لئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے....! سرخ لفافہ کے بغیر وہاں داخلہ ناممکن ہے۔!"

"تب پھر ہم کیسے داخل ہو سکیں گے۔!" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"ارے تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے....؟"

"ہائیں.... تو کیا ہم یہاں عبادت کرنے آئے ہیں۔!" عمران نے آنکھیں پھاڑیں۔



"مجھے دلچسپی نہیں ہے۔!"

"تب پھر واپس جاؤ.... یہاں تو یہ عالم ہے کہ میں نے پیدا ہوتے ہی گھٹی کی بجائے حکم کا یکہ طلب کیا تھا۔! اگر یہ معلوم ہوتا کہ نہ ملے گا تو پیدا ہونے سے صاف انکار کر دیتا۔ اچھا تو تمہارے اس ساتھی نے وہاں کے متعلق تم لوگوں کو کیا بتایا تھا۔!"

"کچھ بھی نہیں....! لیکن میں اتنا جانتی ہوں کہ ان لفافوں کے استعمال سے بھی ہر ایک واقف نہیں ہے۔! چونکہ منیجر نے خاص طور پر کاؤنٹر ہی سے لفافہ وصول کیا تھا اس لئے خیال پیدا ہوا کہ وہ اس کے استعمال سے واقف ہوگا۔ ابھی جب بیرا بل لائے گا تو اس کے ساتھ لفافہ بھی ہوگا۔ لفافے کے اندر ایک چھپا ہوا پرچہ ہوتا ہے جس پر تحریر ہوتا ہے آپ کی تشریف آوری کا شکریہ۔ اگر آپ باقاعدہ ممبر بن جائیں تو بہتیری سہولتیں حاصل کر سکیں گے۔!"

"تب تو ہر ایک جا سکتا ہے.... بات کیا رہی۔!"

"جنہیں قمار خانے کا علم ہی نہیں وہ کیسے جائیں گے....! وہ تو اس لفافے کو صرف کلب کی پبلسٹی کا ایک ذریعہ سمجھیں گے۔!"

"اچھا تو اب ہمیں کچھ کھا پی کر فوری طور پر بل طلب کرنا چاہئے۔!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"شاید تمہارا خیال ہے کہ شاطر یہیں آ چھپا ہے۔!" لڑکی اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"ممکن ہے ایسا ہی ہو....! یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا...! لیکن میں جوا ضرور کھیلوں گا۔!"

"تم جانو.... میں تو تہہ خانے میں ہرگز نہیں جاؤں گی۔!"

"میں شاید تمہیں لے بھی نہ جاؤں....!" عمران نے کہا اور ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا جو جلد ہی سرو کر دی گئی۔!

مونا کچھ سوچ رہی تھی اُس نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے اس لڑکی کو پولیس تک پہنچا کر پھر قتل کر دیا۔!"

"اس نے احمق کے خلاف بیان دیا تھا اس لئے اس کا قاتل احمق ہی ہو سکتا ہے۔!"

"تو مقصد یہی ہے کہ پولیس احمق ہی کو تلاش کرتی رہے۔!" مونا بولی۔

"قطعی.... اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہو سکتا۔!"

کافی ختم کر کے عمران نے بل طلب کیا....! طشتری میں سرخ لفافہ بھی موجود تھا۔ عمران نے اسے اٹھا کر ایک طرف رکھ لیا۔! ویٹر قیمت وصول کر کے جا چکا تھا۔!

لفافے سے تشکر نامہ بھی برآمد ہوا....! مضمون بھی وہی تھا جس کا تذکرہ لڑکی کر چکی تھی۔! لیکن اس کے ایک گوشے میں پنسل سے گھسیٹے ہوئے دو حروف تھے!"ایس پی" انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی نے اپنے دستخط بنائے ہوں۔!

عمران نے اس رات جوا کھیلنا ملتوی کر دیا۔!

دوسری رات وہ کلب میں تنہا تھا۔! آج بھی اس نے بل ادا کرنے کے بعد سرخ لفافہ وصول کیا....! آج بھی تشکر نامے کا مضمون وہی تھا۔! لیکن پنسل سے بنائے ہوئے دستخط کے حروف میں تبدیلی نظر آئی۔ آج ایس پی کی بجائے "این پی" گھسیٹا گیا تھا۔!

چوتھی رات مونا کلب میں داخل ہوئی تو اس کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ حالانکہ وہ میک اپ میں تھی اور اسے یقین تھا کہ اسے پہچانا نہیں جا سکے گا۔ لیکن پھر بھی رہ رہ کر ایسا ہی محسوس ہوتا جیسے کسی نے پیچھے سے گردن پر خنجر کی نوک رکھ دی ہو۔!

وہ ایسی پوزیشن میں تھی جہاں خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ ہی دینا پڑتا ہے۔! ایک طرف بوڑھا تھا اور دوسری طرف پولیس....! احمق بھی اب خطرناک ثابت ہو رہا تھا۔ آہستہ آہستہ ہی وہ اس کے متعلق اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ احمق نہیں ہو سکتا۔! پھر وہ ایک احمق کی حیثیت سے اس کے سامنے کیوں آیا تھا....؟"

یہی سوال اسے اس نتیجے پر پہنچنے میں مدد دیتا تھا کہ وہ بھی کسی ایسے گروہ سے تعلق رکھتا ہے جو بوڑھے کے گروہ کا مخالف ہے۔ بہرحال وہ چاروں طرف سے خطرات میں گھری ہوئی تھی۔

ایک خالی میز کے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے سوچا کہ نادانستہ طور پر بوڑھے کے ہاتھوں غیر قانونی حرکات پر مجبور ہونے کے باوجود بھی ابھی تک اس سے کوئی ایسا جرم سرزد نہیں ہوا جس کی پاداش میں اسے زندگی ہی سے ہاتھ دھونے پڑیں۔ پھر وہ خود کو کیوں نہ پولیس کے حوالے کر دے۔ احمق کے متعلق وہ کچھ بھی نہیں جانتی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ رہنے میں گولی کا نشانہ بننا پڑے اب اس وقت وہ تنہا موت کے منہ میں جا رہی ہے۔ اسے احمق ہی کی ایک اسکیم پر



عمل کرنا تھا۔! اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔! سوچ رہی تھی کہ اب یہاں سے چپ چاپ اٹھ کر پولیس اسٹیشن ہی کی راہ لینی چاہئے.... لیکن یک بیک ذہن کو جھٹکا سا لگا.... دو گھورتی ہوئی آنکھوں سے نظر ٹکرائی تھی.... اور اس کا سارا جسم کانپ کر رہ گیا تھا۔! احمق نے اُسے یہ نہ بتایا تھا کہ وہ بھی پیچھے ہی پیچھے وہاں پہنچے گا۔! وہ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر موجود تھا۔!

اب وہ یہاں سے باہر قدم نہیں نکال سکتی تھی۔! دل ڈوبنے لگا۔! پھر خود پر غصہ بھی آیا کہ اس نے پہلے ہی یہ بات کیوں نہیں سوچی تھی....! وہ اس کی عدم موجودگی میں کسی وقت بھی غار سے نکل کر پولیس تک پہنچ سکتی تھی۔! تو پھر شائد ڈوبنا ہی اس کی تقدیر بن چکا ہے۔ آخر یہ موٹی سی بات پہلے ہی سمجھ میں کیوں نہیں آئی تھی۔

اس نے احمق کے چہرے سے نظر ہٹائی....! اس وقت نہ جانے کیوں وہ اسے بہت خوفناک لگ رہا تھا۔ بوکھلائے ہوئے انداز میں اس نے ایک ویٹر کو کچھ چیزوں کا آرڈر دیا اور کوشش کرنے لگی کہ اب اس کی طرف نہ دیکھے۔

احمق برابر اسے گھورے جا رہا تھا۔! کبھی کبھی وہ بھی انکھیوں سے اس کی طرف دیکھ ہی لیتی اور اس کے جسم میں خوف کی لہریں دوڑ جاتیں۔! اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے اس کے خیالات پڑھ لئے ہوں اور اب اسے اپنی خون خوار آنکھوں سے دھمکیاں دے رہا ہو۔! اوہ.... یہ آنکھیں جن میں.... جن میں پہلے کبھی حماقت اور معصومیت کے علاوہ ان میں کبھی جذباتی لگاؤ کی بھی جھلکیاں نہیں ملی تھیں.... اور اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ سچ مچ نرا گاؤدی ہی ہے۔ ورنہ کسی ویران غار میں ایک جوان عورت کے ساتھ بے تعلقی سے راتیں گزار لینا فرشتوں ہی کے لئے ممکن ہو سکتا ہے۔!

پندرہ منٹ میں وہ کافی ختم کر سکی....! بل طلب کیا اور پھر کچھ دیر بعد سرخ لفافہ ہاتھوں میں تھا۔! آج تشکر نامے پر پچھلے دنوں والے حروف کی بجائے پنسل سے "ٹی ایل" لکھا گیا تھا....! وہ آہستہ سے کراہ کر اٹھی اور احمق نے ایک بار پھر اُسے گھور کر دیکھا اور وہ سنبھل گئی۔!

اچانک خیال آیا کہ شائد وہ اسے خود کو سنبھالے رکھنے کا اشارہ کر رہا ہے۔!

طویل راہداری میں داخل ہوتے وقت اس نے مڑ کر دیکھا۔ خیال تھا کہ شاید وہ پیچھے پیچھے ہی آئے گا لیکن خیال غلط نکلا.... اور وہ آگے بڑھتی چلی گئی....! سامنے دروازے پر ایک باوردی

دربان موجود تھا۔!

"ایک منٹ ٹھہریئے محترمہ۔!" اس نے بڑے ادب سے کہا اور دیوار سے لگے ہوئے ایک بٹن پر انگلی رکھ دی۔!

وہ رک گئی....! لفافہ ہاتھ میں بدستور دبا ہوا تھا اور اس نے اُسے اسی طرح اٹھا رکھا تھا کہ دوسروں کی نظریں اس پر پڑتی رہیں۔!

اتنے میں ایک آدمی اور بھی آکر اس کے قریب ہی رکا اور دربان نے اسے بھی رکنے کو کہا۔ مونا نے مڑ کر نئے آنے والے کی طرف نہیں دیکھا۔!

چند لمحوں کے بعد کہیں دور سے گھنٹی کی آواز آئی اور دربان نے مونا سے کہا۔!

"تشریف لے جایئے محترمہ۔!" اور دوسرے آدمی سے وہیں ٹھہرنے کی درخواست کی۔!

مونا آگے بڑھ گئی....! دس قدم چل کر بائیں جانب مڑنا پڑا کیونکہ سامنے دیوار تھی....! اور دائیں طرف بھی راستہ مسدود تھا۔!

بائیں جانب تہہ خانہ ہی تھا۔! لیکن زینے نہیں تھے۔! راستہ بتدریج ڈھلان اختیار کرتا ہوا ایک جگہ ختم ہو گیا تھا۔ سامنے ہی بڑا سا دروازہ تھا جس سے دوسری طرف کی روشنی نظر آرہی تھی۔!

ڈھلان اُس نے تیزی سے طے کی تھی لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر پھر رکنا پڑا۔ یہاں بھی ایک دربان موجود تھا۔! لیکن اس نے بھی لفافے کی طرف دھیان نہ دیا اور وہ داخلے کے لئے قدم اٹھا ہی رہی تھی کہ ایک خوش پوش بوڑھی عورت بائیں جانب سے جھپٹتی ہوئی آئی اس کے ہاتھ میں کاغذ کے پھولوں کی ایک ٹوکری تھی....! مونا اس طرح چونک پڑی جیسے کچھ یاد آگیا ہو....! اُس نے آہستہ سے کہا۔ "ٹی ایل" اور بوڑھی ہاتھ اٹھا کر بولی "میں آج بہتر تقدیر کے لئے دعا کرتی ہوں۔ محترمہ.... میرا تحفہ....!"

"پھر اس نے ٹوکری سے ایک سرخ پھول نکال کر اس کے جوڑے میں لگاتے ہوئے کہا۔

"واپسی پر مجھے نہ بھولیئے گا.... دس یتیموں اور لاوارثوں کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔!"

مونا زبردستی مسکرائی اور ہال میں داخل ہو گئی....! ابھی تک اُسے کوئی دشواری نہیں پیش آئی تھی، جو کچھ بھی ہوتا آیا تھا اس کے لئے غیر متوقع نہیں تھا....! احمق نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اسے ان مراحل سے گذرنا پڑے گا۔! لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ ہال میں داخل ہونے کے بعد کیا



ہوگا۔ اس کے بارے میں اُس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔!

ہال میں داخل ہوتے ہی آنکھیں کھل گئیں.... ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی بہت بڑے اور شاندار بحری جہاز کا ریکریئیشن ہال ہو۔! بے شمار میزوں پر مختلف قسم کا جوا ہو رہا تھا۔ یہاں پہنچ کر اُسے اپنا یہ خیال بھی غلط ہی معلوم ہوا کہ وہ جوا خانہ صرف مخصوص آدمیوں کے لئے تھا۔! یہاں تو اتنی زیادہ بھیڑ تھی کہ کبھی کلب کے ڈائننگ ہال میں بھی نہیں نظر آئی تھی۔ پھر سرخ لفافے کے ڈھونگ کا کیا مقصد ہو سکتا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا اس کے بعد داخل ہونے والے آدمی کے پاس سرخ پھول بھی نہیں تھا۔ وہ ایک میز کے قریب رک کر کسی سے گفتگو کرنے لگا۔ پھر سرخ پھول اس کے لئے اچھی خاصی الجھن بن گیا.... کتنی ہی عورتیں ہال میں موجود تھیں لیکن کسی کے بھی بالوں میں سرخ پھول نہ دکھائی دیا۔! پھر آخر اس کا مقصد کیا تھا....؟ وہ سوچنے لگی ممکن ہے دوسروں نے وہ پھول اپنی جیبوں میں ڈال لئے ہوں۔! تو پھر وہ بھی یہی کرے۔ جوڑے میں تو سرخ پھول بڑا واہیات لگ رہا ہوگا۔!

لیکن وہ ایسا نہ کر سکی.... یہ بھی احمق ہی کی ہدایت تھی کہ پھول کو ہر حال میں نمایاں رکھا جائے۔! اس نے ٹھنڈی سانس لی.... اور یونہی بے ارادہ ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔!

دفعتاً ایک آدمی نے اس کی راہ روکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "تیرہ کارمن اسٹریٹ ٹھیک دس بجے۔!"

انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی شناسا نے دوسرے کو روک کر اس کی اور اس کے اہل و عیال کی خیریت پوچھی ہو اور پھر اپنی راہ لگ گیا ہو۔!

مونا اسے جواریوں کی بھیڑ میں گم ہوتے دیکھتی رہی۔! پھر چونکی اور اس طرف متوجہ ہو گئی جہاں رولت ہو رہا تھا۔! ابھی تو ساڑھے آٹھ ہی بجے تھے....! وہ کچھ دیر یہیں رک کر حالات پر مزید غور کرنا چاہتی تھی۔!

اب پھول کا مقصد سمجھ میں آنے لگا تھا....! ہو سکتا ہے پھول صرف انہیں لوگوں کو دیئے جاتے ہوں جو تشکر نامے پر پنسل سے لکھے ہوئے حروف بوڑھی عورت کے سامنے دہراتے ہوں اور یہ پھول یہاں سے کسی دوسری جگہ کے لئے رہنمائی کا ذریعہ بنتا ہو۔!

اُس نے دو تین بار چھوٹی چھوٹی رقمیں داؤں پر لگائیں....! کبھی ہاری اور کبھی جیتی....!

مقصد جوا کھیلنا ہرگز نہیں تھا.... وہ تو اسی بہانے کسی جگہ رک کر اس مسئلے پر غور کرنا چاہتی تھی
تو گویا اب یہاں سے اُسے کارمن اسٹریٹ کی تیرھویں عمارت میں پہنچنے کی ہدایت تھی....! آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اس کا کیا مقصد ہے۔ احمق اسے چار دن پہلے اس کلب میں ا ہی کیوں تھا....؟ اگر شاطر کسی خطرناک گروہ سے تعلق رکھتا تھا تو اُس گروہ کی نوعیت تھی....؟"

الجھن بڑھتی گئی اور اسے وہاں سے روانگی ہی میں عافیت نظر آئی۔ ورنہ وہ سوچتی رہتی ا داؤں پر رقمیں لگا لگا کر ہارتی چلی جاتی۔!

واپسی میں پھولوں والی بوڑھی عورت دکھائی تو دی تھی لیکن اس کی طرف سے بے پرواہ آ رہی تھی۔! مونا سمجھتی تھی کہ وہ اس کی طرف بڑھ کر دعائیں دیتی ہوئی کچھ نہ کچھ ضرور وصو کرے گی۔! مگر اس نے اس کی طرف توجہ تک نہ دی۔!

مونا کچھ دیر بعد ڈائننگ ہال میں پہنچی۔! ابھی تو نو بجے تھے....! پورا ایک گھنٹہ باقی تھا۔ یہاں سے کارمن اسٹریٹ تک پہنچنے میں پندرہ منٹ سے زیادہ نہ صرف ہوتے۔ "ٹھیک دس پر زور دیا گیا تھا....! اس لئے وقت سے پہلے پہنچنا ممکن تھا کہ کسی نئی الجھن کا باعث بن جاتا۔!

اس نے ایک خالی میز پر بیٹھتے ہوئے مضطربانہ انداز میں چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن ا بار احمق کہیں نہ دکھائی دیا۔!

دس بجنے میں ابھی پانچ منٹ باقی تھے کہ وہ کارمن اسٹریٹ کی تیرھویں عمارت کی کمپا میں داخل ہوئی اور ایک باوردی چوکیدار نے اُسے برآمدے تک پہنچایا۔ برآمدے میں دھندلی روشنی پھیلی ہوئی تھی....! اتنی دھندلی کہ یہاں کھڑا ہوا کوئی آدمی دس گز کے فاصلے سے بھ پہچانا جا سکتا....! چوکیدار اُسے وہیں چھوڑ کر پھر پھاٹک کی طرف چلا گیا۔!

کچھ دیر بعد بائیں جانب سے آواز آئی۔ "ادھر آیئے۔!"

وہ چونک کر مڑی.... دروازہ غالباً اسی کے لئے کھولا گیا تھا اور آواز بھی اسی سمت سے تھی۔! وہ لڑکھڑاتی ہوئی ادھر ہی بڑھ گئی۔!

کمرہ خالی تھا....! لیکن آواز پھر آئی۔ "کس نے بھیجا ہے۔!"



"پھول والی نے....!" غیر ارادی طور پر اس کی زبان سے نکل گیا لیکن ساتھ ہی ریڑھ کی ہڈی میں سرد سی لہر بھی دوڑ گئی۔! کہیں جواب غلط نہ ہو۔!

"ٹھیک ہے.... اب اپنی مدد آپ کرو....! اس کے بعد اس دروازے میں داخل ہو جانا جس پر سبز روشنی نظر آ رہی ہے۔!"

وہ یقینی طور پر مائیکروفون کی آواز تھی۔! آواز کی سمت بھی معلوم ہو گئی تھی....! لیکن دیوار پر کہیں ہارن نہ دکھائی دیا۔!

اوہ.... یہ دوسری الجھن.... اپنی مدد آپ کس طرح کی جائے.... پھر خوف کی جگہ جھلاہٹ نے لے لی اور اس نے سوچا بے بسی کی موت تو مقدر ہو ہی چکی ہے پھر کیوں جان گھلائی جائے۔ چلو آگے بڑھو....! جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ اگر سکون کی زندگی تقدیر میں ہوتی تو اس چکر میں پھنستی ہی کیوں....؟

وہ اس دروازے کی طرف بڑھی جس پر سبز رنگ کا بلب روشن تھا۔! ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہی دروازہ کھل گیا....! اور وہ بے دھڑک اندر گھستی چلی گئی۔!

پھر ایک ذہنی جھٹکا.... وہ اس طرح یکلخت رکی تھی جیسے زمین نے پیر پکڑ لئے ہوں۔ سامنے ہی آٹھ یا دس ایسے آدمی بیٹھے دکھائی دیئے تھے جن کے چہروں پر سیاہ نقابیں تھیں اور ان کے لباس بھی سیاہ تھے چونکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اس لئے لباس کی ساخت کے بارے میں اندازہ لگانا مشکل تھا ویسے اسے ہوش بھی کہاں تھا کہ وہ ان کی طرف توجہ دے سکتی۔!

دفعتاً اس کمرے میں بھی آواز گونجی جو اس نے پچھلے کمرے میں سنی تھی۔ "یہ محترمہ اپنی مدد آپ نہیں کر سکتیں۔!"

اس کے بعد کمرے کی فضا پر بوجھل سکوت طاری ہو گیا۔!

ایک لمبی سی میز تھی جس کے دونوں اطراف میں کرسیوں پر نقاب پوش نظر آ رہے تھے اور صدر نشین بھی ایک نقاب پوش ہی تھا۔!

دفعتاً صدر نشین اپنی بائیں جانب والی تپائی کی طرف مڑا جس پر فون رکھا ہوا تھا....! کسی کے نمبر ڈائیل کر کے ماؤتھ پیس میں بولا۔ "گیارہواں فرد بھی پہنچ گیا.... کیا اور کوئی بھی ہے.... نہیں.... اچھا.... شکریہ....!"

ریسیور رکھ دیا گیا... اور صدر نشین نقاب پوش کی تیز آنکھیں مونا کو اپنے ذہن میں چبھتی محسوس ہونے لگیں.... پھر وہ اٹھتا ہوا بولا۔ "آپ سب براہِ کرم دوسرے کمرے میں چلئے۔!"

سبھوں کے پیچھے مونا بھی دوسرے کمرے میں پہنچی۔ صدر نشین ان سے پہلے کمرے میں داخل ہوا تھا۔! مونا نے اُسے ایک جگہ دیوار پر ہاتھ رکھے کھڑا دیکھا....! پھر اچانک وہ سبھی لڑکھڑاتے ہوئے نظر آئے۔! صدر نشین نقاب پوش تیزی سے کمرے کے وسط میں پہنچ گیا اور تب مونا کو محسوس ہوا کہ وہ لوگ کیوں لڑکھڑائے تھے.... کمرے کا فرش آہستگی نیچے دھنس رہا تھا اور جیسے جیسے وہ نیچے جا رہے تھے اوپر فرش کی خلا بائیں جانب سے برآمد ہونے والے ایک تختے سے پُر ہوتی جا رہی تھی۔!

پھر تھوڑی دیر بعد ایک دھچکے کے ساتھ فرش کی حرکت رک گئی۔ ایک بار پھر وہ گرتے گرتے بچے اور صدر نشین نقاب پوش نے قہقہہ لگایا۔

دوسرے نقاب پوش اسے حیران حیران آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ دفعتاً اس نے مونا کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔ "کیوں لڑکی....! اندازاً کتنے آدمیوں کا گھیرا ہوگا۔!"

"گھیرا....!" وہ تھوک نگل کر بولی۔ "میں نہیں سمجھ سکتی آپ کیا کہہ رہے ہیں۔!"

"تم کون ہو....!"

"میں....!" یک بیک مونا نے سنبھالا لیا۔ ویسے اس کا ذہن اب بھی گویا ہوا میں اڑا جا رہا تھا۔ اس نے سختی سے دانت بھینچ کر اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کی اور جی کڑا کر کے بولی۔ "میں مونا کرسٹی ہوں....! مجھے شاطر کی تلاش ہے جس نے مجھے موت کے جبڑوں میں دھکیلنے کی کوشش کی ہے۔!"

"تم کس شاطر کی بات کر رہی ہو....! اور کیا سمجھ کر یہاں آئی ہو۔!"

"میں تمہیں چور ڈاکو اور قاتل سمجھ کر یہاں آئی ہوں۔!"

"لڑکی تم حقیقتاً موت کے جبڑے میں آ کودی ہو۔ وہ احمق کہاں ہے.... آہا.... یہ میک اپ.... ذرا قریب آؤ.... اوہ اب تو تمہارے بال بھی سیاہ نظر آ رہے ہیں۔ کیوں؟ کیا تم خود اپنی اس بدحالی کی ذمہ دار نہیں ہو۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی۔! کیا میں اپنی خوشی سے لٹیروں کے اس گروہ میں شامل ہوئی تھی۔!"



"کیا قصہ ہے....!" ایک نقاب پوش نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔!

"کالی بھیڑ....!" صدر نشین کا لہجہ تنفر آمیز تھا۔!

"گندے سور....!" مونا بپھر گئی۔

"شٹ اپ....!" صدر نشین چیخ کر آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بیدردی سے جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔ "بتاؤ وہ احمق کون ہے۔!"

مونا منہ کے بل گر کر چیخی اور ایک نقاب پوش آگے بڑھ کر بولا۔ "اوہ.... نو.... نو.... پلیز اتنی بے دردی نہیں.... بیچاری۔!"

"پیچھے ہٹو....!" صدر نشین نے جھلاہٹ میں اسے دھکا دیا۔!

وہ چپ چاپ پیچھے ہٹ آیا۔ مونا اپنی ناک دبائے ہوئے اٹھی لیکن دوزانو بیٹھی رہی....! ناک سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔!

"اوہ.... یہ تم نے کیا کیا....؟" وہی نقاب پوش تیزی سے آگے بڑھ کر بولا۔ جسے صدر نشین دھکا دے چکا تھا....! وہ اُن دونوں کے درمیان آ گیا۔!

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے....!" صدر نشین غرایا۔

"نہیں.... میرا خیال ہے کہ تم سے زیادہ ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہوں۔!"

"اوہ تم مجھ سے اس لہجہ میں گفتگو کر رہے ہو....!" وہ کسی زخمی کتے کی طرح غرایا۔ "تم سے بھی سمجھوں گا۔!"

"فی الحال تم سیدھی سادی اُردو سمجھنا سیکھو....!" نقاب پوش نے جواب دیا۔ "میں کہہ رہا ہوں کہ لڑکی سے اس طرح پیش نہ آؤ۔!"

"تم جانتے ہو اسے....!"

"نہیں....!"

"اس نے غداری کی ہے۔!"

"کچھ بھی کیا ہو.... پیچھے ہٹ جاؤ....!" نقاب پوش نے صدر نشین کو اس زور سے دھکا دیا کہ وہ دیوار سے جا ٹکرایا۔

"اوہ.... تو تم بھی.... غدار....!" وہ دانت پیس کر بولا۔

"یہ کیا کیا... یہ کیا ہے....!" دو تین نقاب پوش آگے بڑھے۔

"پیچھے ہٹو....!" لڑکی کا طرف دار بپھر گیا۔ "ہم سب خالی ہاتھ ہیں....! مجھے اچھی طرح علم ہے۔! اس لئے اگر کسی سے بھی کوئی حماقت سرزد ہوئی تو اپنے کچومر کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔!"

دفعتاً کراہٹ کی آواز گونجی.... اور مونا چیخ پڑی۔ "سنبھلو....!"

صدر نشین نے ایک بڑا سا چاقو کھولا تھا۔!

لڑکی کے طرف دار نے قہقہہ لگایا اور مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولا۔ "میں یہ جانتا ہوں کہ تم چاقو کے مرض میں مبتلا ہو۔!"

"یہ شاطر ہے.... یہ شاطر ہے....!" مونا چیخی۔!

"میں یہ بھی جانتا ہوں۔!"

"تب تو تم نے بھی اپنی موت کو دعوت دی ہے۔!" نقاب پوش نے چاقو کے دستے پر گرفت سخت کرتے ہوئے کہا اور دوسروں سے بولا۔ "گھیرو.... انتظار کس بات کا ہے۔!"

نقاب پوشوں نے اپنے چرمی ہینڈ بیگ زمین پر ڈال دیئے....! لڑکی کا طرف دار بھی اپنا ہینڈ بیگ ایک طرف اچھال چکا تھا۔!

"سنبھلو.... مونا پھر چیخی....!" یہ خنجر زنی کا ماہر ہے۔!"

"ہائیں.... ارے باپ رے....!" دفعتاً اُس کا طرف دار بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا.... اور مونا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی گردن سے اچھل کر فضا میں پرواز کر جائے گی۔ یہ کس کی آواز تھی.... یہ کون تھا.... اوہ۔!

صدر نشین کے بڑھتے ہوئے قدم بھی رک گئے اسے اس پوزیشن میں دیکھ کر بھلا دوسرے کیوں قدم اٹھاتے۔!

"کون ہو تم....!" اس نے گونجیلی آواز میں پوچھا۔!

"ان سبھوں کے سامنے یہ پوچھ کر تم یہاں کا قانون توڑ رہے ہو۔ کیا یہ سب ایک دوسرے کو اپنی شکلیں دکھا سکیں گے۔!"

"نہیں.... لیکن مجھے اختیار ہے کہ کم از کم ان کی شکلیں دیکھ سکوں۔!" صدر نشین غرایا۔

"اچھا تو آؤ دیکھ لو میری شکل....!"



"میرا خیال ہے کہ میں یہ آواز پہلے بھی سن چکا ہوں۔!" صدر نشین آہستہ سے بڑبڑایا اور
ہرا۔ے گھورنے لگا۔!

یک بیک لڑکی کے طرف دار نے اپنی نقاب نوچ پھینکی اور صدر نشین بے ساختہ اچھل
پڑا۔ پھر سنبھل کر بولا "اوہ.... تو یہ تم ہو.... اچھا.... سنبھلو....!"

"لیکن میں ایک ہی قسم کے داؤ پیچ پسند نہیں کر سکتا....! اُس رات جس قسم کے ہاتھ
لھائے تھے تم نے.... آج ان سے مختلف ہونے چاہئیں۔!"

مونا سوچنے لگی.... پھر حماقت سرزد ہوئی ہے۔ اس سے.... اکیلے ان لوگوں میں آپھنسا اور
ہر خود کو ظاہر بھی کر دیا۔! حکمت عملی سے کام لینا چاہئے تھا۔! لیکن وہ تو اسے بچانے کے لئے۔

"تم آخر کیا چاہتے ہو۔!" صدر نشین اسے گھورتا ہوا بولا۔! نہ جانے کیوں وہ یک بیک نرم
ڑ گیا تھا۔

"میں اسکے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ ملک و قوم کے نمک حراموں کو جہنم میں پہنچا دوں۔!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب پوچھتے ہو ذلیل....!" احمق کا لہجہ خون خوار تھا۔ "داور کو تم لوگوں نے کیوں قتل
یا تھا۔!"

"اوہو.... ابھی تک یہ خبط ذہن سے نہیں نکلا مگر تم ہمیں ملک اور قوم کے نمک حرام کیوں
ھ رہے ہو۔!"

"ہاہا.... تو تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں معمولی قسم کا چور یا ڈاکو سمجھتا ہوں....! کیا تم اس
لک کے ایجنٹ نہیں ہو جو ساری دنیا میں انتشار پھیلا کر شیطانی حکومت کا خواب دیکھ رہا ہے۔ کیا
م اپنی اسکیم کے مطابق یہاں مایوسی اور دہریت کے جراثیم نہیں پھیلا رہے تھے۔ مایوسی اور
ہریت کے شکاروں کو اپنی نجات کا راستہ صرف تمہاری ہی آئیڈیالوجی میں نظر آتا ہے۔! تم لوگ
ہ سب کچھ بہت ہی منظم طریقے پر کرتے ہو۔!"

صدر نشین چند لمحے خاموش رہا۔ پھر بولا۔ "ہاں.... میں نے سنا ہے کہ داور یہی کرتا تھا مگر
یں اس سے کیا تعلق۔!"

وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ صدر نشین نے اُس پر چھلانگ لگائی....! غالباً باتوں میں الجھانے کا

مقصد یہی تھا کہ غافل پا کر حملہ کیا جائے۔

لیکن اسے مایوسی ہی ہوئی....! احمق غافل نہیں تھا۔ مونا چیخی تھی۔! لیکن پھر اُس نے دیکھا کہ احمق نے حملہ آور کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اس طرح دوسروں پر پھینک مارا تھا جیسے وہ بڑی ہلکی سی گیند رہا ہو....! ایک بہت ہی کرب ناک چیخ تہہ خانے کی محدود فضا میں گونجی....! حملہ آور کا خنجر اُس کے ایک ساتھی ہی کے سینے میں پیوست ہو گیا تھا۔!

پھر وہ سبھی دیوانوں کی طرح احمق پر ٹوٹ پڑے.... مونا بُری طرح کانپ رہی تھی دفعتہ صدر نشین کا چاقو اچھل کر اس کے پیروں کے پاس آ پڑا اور اس نے اسے اٹھا لینے میں دیر نہیں لگائی۔! اب وہ کسی حد تک مطمئن ہو گئی تھی۔! احمق نے پہلے ہی ان لوگوں کے خالی ہاتھ ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور شاید وہ یہ بھی جانتا تھا کہ صدر نشین کے پاس ایک چاقو ہے۔ چاقو ہی کی بناء پر مونا شاطر کو پہچان سکی تھی۔! کیونکہ وہ اپنے پاس چاقو ہی رکھتا تھا اور کئی بار فخریہ کہہ چکا تھا کہ وہ ایک ماہر خنجر زن ہے۔! لیکن اس وقت مہارت کام نہ آئی وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے احمق کی جنگ کا منظر دیکھ رہی تھی۔

کیا یہ آدمی ہے اس نے سوچا۔ تنہا آٹھ دشمنوں میں گھرے ہونے کے باوجود بھی اتنی لاپروائی سے لڑ رہا ہے جیسے وہ محض ایک دلچسپ کھیل ہو۔! جب بھی کسی پر ہاتھ پڑ جاتا اس کے حلق سے کراہ ضرور نکلتی.... یک بیک شاطر چیخا۔ "اُوز نخو.... ایک آدمی قابو میں نہیں آتا۔!"

پھر ایک متحیر کن منظر دکھائی دیا....!

انہوں نے یکلخت ہاتھ روک لئے اور ان میں سے ایک ہانپتا ہوا بولا۔ "تم جانتے ہو کہ ہم کون ہیں اور ہمارے پیشوں سے بھی واقف ہو۔!"

"آہاں....!" احمق ہنس پڑا۔ "یہ گدھا کیا جانے میں جانتا ہوں.... تم انٹلکچوالس ہو بھلا تمہیں لڑائی بھڑائی سے کیا کام.... اس کے لئے تو تم غیر تعلیم یافتہ لوگوں کو استعمال کرتے ہو۔ تمہارا کام تو کافی ہاؤزوں، باروں اور ریستورانوں کی میزوں تک ہی محدود ہوتا ہے۔!"

شاطر کھڑا ہانپتا رہا.... وہ لوگ بھی کچھ نہ بولے۔

احمق نے مونا سے چاقو لے کر بند کیا اور اسے جیب میں ڈالتے ہوئے بولا۔ "اب جناب شاطر آپ کو ایک غزل سنائیں گے جس کے بول ہیں "مارے ساتھی جانے نہ پائے۔!"



"تم آخر چاہتے کیا ہو....!" شاطر نے بے بس ہو کر کہا۔

احمق جیب سے چاقو نکال کر اسے دوبارہ کھولتا ہوا بولا۔ "معاشرے کے اس گندے پھوڑے کا اپریشن منظر عام پر.... اب تم اس فرش کو اس کی اصلی جگہ پر پہنچانے کی کوشش کرو.... ورنہ تمہارے جسم پر زخم ہی زخم نظر آئیں گے.... چلو....!"

"ٹھہرو....!" شاطر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کیا تم مجھے اپنی اصلیت سے آگاہ نہیں کرو گے۔!"

"میں تمہارے لئے اس خدا کا قہر ہوں جس کے وجود سے تمہیں انکار ہے۔ جلدی کرو....! ورنہ میرا کھیل پھر شروع ہو جائے گا۔!"

"اوپر.... کون ہے....! میں قدموں کی آوازیں سن رہا ہوں۔!"

"پولیس....!"

"پولیس....!" وہ سب چیخ پڑے.... اور ایک بار پھر انہوں نے اس پر دھاوا بول دیا۔! شاطر پیش پیش تھا۔ انہیں للکار رہا تھا۔ غیرت دلا رہا تھا۔ یہ حملہ یقیناً خطرناک ثابت ہوتا اگر چاقو احمق کے ہاتھ میں نہ ہوتا۔!

ایک گرا.... دوسرا گرا.... لیکن تیسری چیخ کے ساتھ ہی پھر کھیل ختم ہو گیا۔ وہ اس کے پاس سے ہٹ کر دیوار سے جا لگے تھے اور شاطر بھی ان سے پیچھے نہیں رہا تھا....! مونا حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہی تھی۔!

پھر شاطر کو مجبور ہو جانا پڑا۔! اس نے اس پوشیدہ میکنزم کو حرکت دی جس کے تحت کمرے کا فرش حرکت کرنے لگتا تھا۔!

جیسے جیسے فرش اوپر اٹھ رہا تھا چھت بھی بائیں جانب کھسکتی جا رہی تھی۔! اوپر تقریباً ایک فٹ کی خلا نظر آتے ہی کئی پیر نظر آئے تھے جنہوں نے دائیں جانب والے دروازوں میں چھلانگیں لگائی تھیں اور احمق نے چیخ کر کہا تھا۔ "وہیں ٹھہرو.... شکار میرے قابو میں ہیں۔!"

فرش اپنی اصلی جگہ پہنچ گیا اور باوردی پولیس آفیسر دروازوں سے ان کی طرف جھپٹے.... ان میں سردار گڈھ کا ایس پی بھی تھا۔! دوسرے نقاب پوشوں کی طرف بڑھے تھے اور وہ سیدھا عمران کی جانب آیا تھا۔!

"میں معافی چاہتا ہوں جناب....!" اس نے کہا۔ "بھلا مجھے کیا معلوم تھا میں تو کل سے

آپ کی تلاش میں ہوں۔! سر سلطان نے کل ہی مجھے آگاہ کیا تھا کہ یہ ان کے محکمے کا کیس ہے اور آپ محکمہ خارجہ کے ایجنٹ ہیں۔! اس وقت آپ کا فون ملتے ہی یہاں آیا تھا۔ کچھ کاغذات ملے ہیں لیکن عمارت خالی پڑی تھی۔!"

"ان چرمی ہینڈ بیگوں کو بھی سنبھالئے.... ان میں ثبوت ہی ثبوت ملیں گے.... میں نے سرغنہ کو پکڑ لیا ہے.... نہیں.... وہ میرا ہینڈ بیگ ہے.... مجھے دیجئے....! اور وہی سرخ بالوں والی لڑکی.... یہ سلطانی گواہ بنائی جائے گی۔!"

"سرخ بالوں والی لڑکی۔!" ایس پی نے حیرت سے کہا۔ "مگر وہ تو....!"

"مرگئی.... نہیں....! وہ کوئی اور تھی....! پولیس کو غلط راہ پر ڈالنے کے لئے قتل کی گئی تھی۔! وہ خضاب تھا۔! میرا خیال ہے کہ اس کے بالوں کی اصلی رنگت اخروٹ کی سی تھی۔!"

"میں قطعی نہیں سمجھ سکا....!" ایس پی بولا۔

"فکر نہ کیجئے.... فی الحال لے جایئے....! دیکھئے لڑکی کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔! یہ شریف لڑکی ہے۔ نادانستگی میں ان کے ہاتھوں بلیک میل ہوتی رہی تھی اور مجبوراً ان کے لئے کام کرتی تھی۔!"

کچھ دیر بعد وہ سب وہاں سے لے جائے جارہے تھے۔! مونا نے عمران کو روک کر کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ پھر کب ملو گے۔!"

"جلد ہی.... تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔! اب تم محفوظ ہو۔!"

مونا نے ٹھنڈی سانس لی اور اسے جاتے دیکھتی رہی۔!

ایک ہفتے کے بعد عمران دانش منزل میں بیٹھا۔ ٹرانس میٹر کے سامنے اپنی رپورٹ پڑھ رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کے سارے ممبر موجود تھے۔ رپورٹ "ایکس ٹو" کے لئے تھی۔

اب وہ کہہ رہا تھا "سردار گڈھ کے اس نائٹ کلب میں مجھے وہی آدمی کاؤنٹر کلرک کی حیثیت سے نظر آیا تھا جس کی جیب سے میں نے ہالی ڈے کیمپ میں سگریٹ کا خالی پیکٹ نکالا تھا۔! پھر وہاں قمار خانے کا علم ہوا جو چھپی ہوئی چیز نہیں تھی۔ سبھی اس کے متعلق جانتے تھے۔! سرخ لفافے کے متعلق لڑکی کو غلط فہمی ہوئی تھی۔! قمار خانے میں داخلہ ان کے بغیر بھی ہوتا تھا۔!



اصل چیز تو پنسل سے لکھے ہوئے وہ حروف تھے، جو تشکر ناموں پر پائے جاتے تھے۔! یہ حروف ان کے لئے تھے جو اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے اور اپنی کارگذاریوں کی رپورٹ شاطر کو دینے دوسرے شہروں سے سردار گڈھ آتے تھے، یہ لوگ گیٹ پر ان حروف کو دہراتے تھے انہیں بڑھیا ایک سرخ پھول دیتی تھی اور اسی پھول سے وہ لوگ انہیں پہچان لیتے تھے جن کا کام اطلاع دینا ہوتا تھا کہ آج فلاں جگہ میٹنگ ہوگی۔ روزانہ حروف بدلتے رہتے تھے۔ ان کا طریق کار معلوم کرنے کے لئے میں نے اپنی تین راتیں برباد کی تھیں۔! گروہ میں دو طرح کے لوگ تھے۔! ایک تو وہ جو کھلے عام اپنے فرائض انجام دیتے اور دوسرے وہ جو ایک دوسرے کو نہیں جانتے تھے۔ اصل کام یہی لوگ انجام دیتے تھے یعنی ایک غیر ملک کا پروپیگنڈہ.... کھلے عام کام کرنے والے اسے چوروں اور ڈاکوؤں کا گروہ سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کو پہچانتے بھی تھے اور شاطر کو اپنا سردار سمجھتے تھے۔ اس کی دوسری حیثیت ان کی نظروں سے پوشیدہ تھی۔! وہ باہر سے آنے والوں کو بھی اپنی ہی طرح چور اور ڈاکو سمجھتے تھے۔! اصل کام کرنے والوں نے شاطر کی شکل کبھی نہیں دیکھی تھی۔ شاطر ان میں سے ہر ایک کو پہچانتا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو بھی پہچانیں اسی لئے اس نے وہ طریقہ اختیار کیا....! ہال میں ایک وقت میں ایک ہی آدمی داخل ہو سکتا تھا جب تک ایک بھی سرخ پھول والا اندر موجود ہوتا تھا تو دوسرا نہیں جانے پاتا تھا۔ جب وہ وہاں سے میٹنگ منعقد ہونے کی جگہ معلوم کر کے رخصت ہو جاتا تھا تو دوسرے کا داخلہ ہوتا تھا۔! اسی طرح وہ اس عمارت میں بھی ایک ہی ایک کر کے داخل ہوتے تھے جہاں میٹنگ ہوتی تھی۔! انہیں وقت ہی اس مناسبت سے دیا جاتا تھا کہ وہاں ایک دوسرے کا سامنا نہ ہونے پائے۔! میں نے چھپ کر وہاں کے طریق کار کا مشاہدہ کیا تھا۔! مائیک پر ایک آواز خالی کمرے میں ان کا استقبال کرتی تھی اور ہدایت دیتی تھی کہ وہ اپنی مدد آپ کریں۔! جس کا مطلب ہوتا تھا الماری کھول کر پلاسٹک کی سیاہ نقاب نکالنا اور چہرے پر چڑھا لینا۔! بہر حال اس رات میں لڑکی سے پہلے ہی وہاں پہنچ گیا تھا۔! اسے وہاں لے جانے کا مقصد یہ تھا کہ اس کا بھی امتحان ہو جائے....! مجھے شبہ تھا کہ وہ اب بھی انہیں کے لئے کام کر رہی ہے۔! اعتراض ہو سکتا ہے کہ میں اکیلے ہی وہاں کیوں گیا تھا۔ یہ چیز خطرناک بھی ثابت ہو سکتی تھی....! ہاں خدشہ تھا....! لیکن اس طرح صرف میری ہی زندگی خطرے میں پڑتی دوسرے محفوظ رہتے.... میری عادت ہے کہ غیر یقینی حالات میں اکیلے ہی کام

کرتا ہوں....! ویسے میں نے احتیاطاً پولیس کو بھی فون کر دیا تھا۔ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اب شاطر ہی یہاں اس تنظیم کا سرغنہ تھا۔ پہلے دو آدمی تھے ایک داور اور دوسرا شاطر۔ شاطر خود سر آدمی ہے۔! اپنی بڑائی داور سے بھی منوانا چاہتا تھا۔ لیکن داور ذہنی صلاحیتوں کی بناء پر اس سے بھاری پڑتا تھا۔ لہٰذا آئے دن دونوں میں چخ چخ رہتی تھی....! آخر کار شاطر نے ایک پلاٹ بنا کر اسے ختم ہی کر دیا۔! سعدی اینڈ سنز کے یہاں کاؤنٹر پر کام کرنے والوں میں سے بھی ایک تنظیم سے تعلق رکھتا تھا اسی نے شاطر کے کہنے پر ہیرے اڑائے تھے۔ شاطر جانتا تھا کہ وہ کب اپاہج کی حیثیت سے ہالی ڈے کیمپ جائے گا۔ اس لئے موقع ملتے ہی وار کر بیٹھا۔ داور کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ اس کے لئے کیا ہو رہا ہے۔ پھر ایسا انتظام کیا گیا کہ داور کے قتل کے بعد ہی سعدی اینڈ سنز کا اشتہار اخبار میں آئے۔ اچھا ایک قاتل کی فراہمی اور ہیروں کی چوری کا مقصود حقیقتاً وہ نہیں تھا جو پہلے میری سمجھ میں آیا تھا۔ وہ پولیس کو غلط راستے پر نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔! پولیس داور کی اصلیت معلوم بھی کر لیتی تو کیا ہوتا۔ بات داور ہی پر ختم ہو جاتی۔! قاتل تک پہنچنا دشوار ہوتا۔! یہ پلاٹ شاطر نے دراصل اپنے دور دیش کے آقاؤں کے لئے بنایا تھا۔! انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ داور چور بھی تھا اور چوریوں کے سلسلے میں اپنے کچھ مددگار بھی رکھتا تھا۔ جنہوں نے قیمتی ہیروں کے لالچ میں اسے قتل کر دیا۔! اگر وہ یونہی خواہ مخواہ مار ڈالا جاتا تو اس کے دور دیش کے آقاؤں کو ضرور فکر ہوتی کہ کیا قصہ ہے..! وہ اپنے طور پر چھان بین کراتے اور ہو سکتا تھا کہ اس صورت میں خود شاطر ہی کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی۔ داور اُن کے لئے بہت اہم تھا۔! ذہین تھا اس لئے ان کے پروپیگنڈے کے لئے نت نئے طریقے اختیار کرتا رہتا تھا۔ جو سو فیصدی کامیاب ہوتے تھے۔! اب یہی دیکھنا چاہئے کہ وہ اپاہج کے روپ میں ان کا پروپیگنڈہ کیوں کرتا تھا۔! ہالی ڈے کیمپ میں زیادہ تر نوجوانوں کا اجتماع ہوتا تھا جو مسرتوں اور ولولوں سے بھرپور نظر آتے ہیں۔ مستقبل کے متعلق ان کے خیالات رجائی ہوتے ہیں لیکن داور ان میں مایوسی اور دہریت کے جراثیم پھیلاتا تھا۔! وہ اس کی باتیں سن کر سوچتے تھے کہ اتنے فرشتہ سیرت آدمی کو خدا نے اپاہج کیوں کر دیا۔! کیا یہ انصاف ہے۔ بس پھر اُن کے ذہن بہکنے لگتے تھے وہ انہیں اچھی طرح مایوس کر دینے کے بعد اپنے آقاؤں کے دیس کا پروپیگنڈہ شروع کر دیتا تھا۔!"

عمران خاموش ہو گیا....! اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کی ایکس ٹو کی سی آواز



آئی۔ "میں آپ کو اس کیس کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں مسٹر عمران۔!"

"صرف مبارک باد....!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"پھر اور کیا چاہئے۔!"

"ایک درجن چیونگم کے پیکٹ....! اور درویش کی صدا کیا ہے۔!"

دوسری طرف سے ہلکے سے قہقہے کی آواز آئی اور ٹرانس میٹر بند کر دیا گیا۔!

"تم اس پتھر کو ہنسا تو سکتے ہو....!" جولیا نے کہا۔

"لیکن.... اب کیا صورت ہو گی....!" چوہان نے متفکرانہ انداز میں کہا۔ "پورے ملک میں شاطر کے ایجنٹوں کے متعلق چھان بین کرنی پڑے گی۔!"

"شاطر نے سب کچھ اگل دیا ہے۔! خاص ایجنٹوں کی پوری لسٹ اس سے حاصل کی جا چکی ہے۔!" عمران بولا۔ "اور انہیں تلاش کر لینا مشکل نہ ہو گا۔!"

"مگر نجمی.... کا کیا ہوا....!" جولیا نے پوچھا۔ "کیا وہ اس سازش میں شریک نہیں تھا۔!"

"نہیں.... اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ داور حقیقتاً کون ہے۔!"

پھر وہ اشتہار داور کی زندگی ہی میں کیوں نہیں شائع ہو سکا تھا۔!" صفدر نے پوچھا۔

کاؤنٹر پر کام کرنے والا تیسرا آدمی جس نے ہیرے چرائے تھے۔ نجمی کو چکر دیتا رہا۔! اس کی گرفتاری تو داور کی موت کے بعد ہی عمل میں آئی تھی۔! اشتہار اس نے اس مناسبت سے شائع ہونے دیا تھا کہ داور کی موت کے بعد ہی منظر عام پر آئے اس سے پہلے نہیں....! اسکیم پہلے سے تیار کی جا چکی تھی۔! اس لئے طوفان آ جانے کی بناء پر پوری طرح اُس پر عمل نہ ہو سکنے کے باوجود بھی اس میں کوئی تبدیلی نہ کی جا سکی۔! یعنی کسی آدمی کو قاتل کی حیثیت سے پیش کئے بغیر ہی اسے قتل کر دینا پڑا تھا۔ شاطر جانتا تھا کہ صبح اشتہار ضرور آ جائے گا اس کی اشاعت کسی طرح بھی نہ رکوائی جا سکے گی۔ لہٰذا اگر داور اس رات زندہ ہو جاتا اور خود اس اشتہار کو دیکھ لیتا تو شاطر تحت الثریٰ میں جا چھپنے کے باوجود بھی اس کے ہاتھوں سے نہ بچ سکتا۔!

"اور یہ لوگ اتفاقاً تم ہی سے آ ٹکرائے....!" جولیا بولی۔

"قدرت.... دنیا کا کوئی مجرم بھی سزا سے نہیں بچ سکتا....! قدرت خود ہی اسے اس کے مناسب انجام کی طرف دھکیلتی ہے۔! اگر ایسا نہ ہو تو تم ایک رات بھی اپنی چھت کے نیچے آرام

کی نیند نہ سو سکو....! زمین پر فتنوں کے علاوہ اور کچھ نہ اُگے....!"

مونا ضمانت پر رہا کر دی گئی اور اسے رانا تہور علی والے محل میں رکھا گیا تھا۔! ایک دن، عمران کے متعلق جوزف سے گفتگو کر رہی تھی۔!

"کیا اُس کا دنیا میں کوئی نہیں ہے....!" اس نے پوچھا۔

"وہ خود ہی دنیا میں سب کچھ ہے.... اس کے چکر میں نہ پڑو۔!"

"مجھے اس سے ہمدردی ہے۔!"

"لڑکی اپنی کھوپڑی سے باہر ہونے کی کوشش نہ کرو....! ورنہ خسارے میں رہو گی۔!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!" مونا جھلا گئی۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں....! تم اس لڑکی جولیا سے زیادہ حسین نہیں ہو۔!"

"میں یہ کب کہہ رہی ہوں.... کیا تم بالکل گدھے ہو....!"

اتنے میں عمران کمرے میں داخل ہوا....! جوزف آپے سے باہر ہو رہا تھا۔!

"حد ہو گئی باس....!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "میں اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی عورت مجھے گدھا کہے۔!"

"تب تم دعا مانگو کہ گدھے بھی آدمیوں کی طرح گفتگو کرنے لگیں۔! لیکن وہ سب سے پہلے مجھ سے پوچھیں گے کہ میں لڑکیوں کو دیکھ کر سر کے بل کیوں کھڑا ہو جاتا ہوں۔!"

"میں خود بھی پوچھوں گا....!" جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔ "مجھے بھی یہ اچھا نہیں لگتا۔!"

"یہ بہت بے ہودہ ہے۔" مونا نے کہا۔ "آدمیوں کی طرح گفتگو کر ہی نہیں سکتا۔"

"سنا باس....! تم سن رہے ہو.... اچھا.... تو یہ لو....!" اس نے پاگلوں کی طرح دیوا سے سر ٹکرا دیا....! ٹکراتا ہی رہا....! اور وہ دونوں چپ چاپ کمرے سے نکل گئے۔!

﴿ختم شد﴾